امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۲۹/ ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۹/ جون ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر 23

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- مدارس اسلامیہ کی حفاظت کے لیے کوشش
- ملت کا سرمایہ نوجوان طبقہ
- مسلمان اور وقت کی پابندی کا فقدان
- رشتوں کے انتخاب کا معیار
- موبائل اور انٹرنیٹ میں بے جا وقت ضائع نہ کریں
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

قربانی: سنت ابراہیمی

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلامی شریعت وتاریخ میں حضرت ابراہیم نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو بعض کو بعض پر فضیلت دینے کا ہے، اس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے سردار اور خاتم النبیین ہیں، ان کے مقام ومرتبہ کو تمام انبیاء اپنی عظمت کے باوجود نہیں پہونچ سکتے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس نبی کو فضیلت دی گئی وہ حضرت ابراہیم نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے، یہ اہمیت وفضیلت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک درود شریف ہی درود ابراہیمی کے نام سے منسوب ہے اور اس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور برکت کی دعا میں حضرت ابراہیم کا ذکر خاص طور پر مذکور ہے، اس کے علاوہ کسی انبیاء کے عمل کو امت محمدیہ کے لیے سنت نہیں قرار دیا گیا، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل کو ہی نہیں ان کی زوجہ مطہرہ کے عمل کو بھی اسوۃ اور نمونہ بنادیا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دین کی خاطر اپنا علاقہ، گھر، در، والدین کو چھوڑا اور دوسرے علاقہ میں پناہ لیا تو ''ہجرت'' دین کی حفاظت کے لیے امت محمدیہ کے لیے بھی مشروع قرار دی گئی، حضرت ابراہیم نے وادیٔ غیر ذی زرع میں اللہ کے حکم سے اپنی اہلیہ اور بچے کو چھوڑا، تو دین کی خاطر اس کی بھی اہمیت بیان کی گئی، حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں صفاء مروہ کے چکر لگائے تو عمرہ اور حج کی سعی اس کی یادگار قرار پائی، بچے کے نظر سے اوجھل ہونے پر حضرت ہاجرہ کی بے قراری اور دوڑ کر اس راستے کو عبور کرنا اور اس وقت تک دوڑتے رہنا جب تک بچہ پھر سے نظر نہ آنے لگے، میلین اخضرین کی دوڑ اسی کی تو یادگار ہے، یہ دوڑ حضرت ہاجرہ کی قیامت تک تمام عورتوں کے لیے کافی ہوگئی، اس لیے اب انہیں اس جگہ دوڑ نہیں لگانی ہے، مردوں کو لگانی ہے، تاکہ وہ بھی محسوس کریں کہ بچے کی جدائی کا کرب کیسا ہوتا ہے، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے قربانی کے لیے لے جاتے وقت شیطان کا بھٹکانے کی کوشش کرنا اور اس کو بھگانے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کنکریاں مارنا تاریخ میں مذکور ہے، رمی جمار حج کے موقع سے اسی کی یادگار ہے، تمام تر شفقت ومحبت کے باوجود اللہ کے حکم پر سن شعور کو پہونچ رہے بچے کو قربانی کے لیے لٹا کر گردن پر چھری چلا دینا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہی دل گردے کا کام ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس امت پر یہ بھی احسان ہے کہ انہوں نے ہی اس امت کا نام مسلمان رکھا، اسی لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے اس استفسار پر کہ قربانی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، انہوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی قربانی سے عبارت ہے، حضرت اسماعیل کی قربانی پیش کرنا تو اس قربانی کا نقطۂ عروج ہے، ہم صرف جانور کی قربانی پیش کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں، ایسا نہیں ہے، قربانی ہر طرح کی پیش کرنے کی ضرورت ہے اور جس طرح حضرت ابراہیم کو اس کے ذریعہ آزمایا گیا، اسی طرح امت مسلمہ آج بھی آزمائش میں مبتلا ہے، یہ آزمائشیں جان ومال، فصل وتجارت، پھل وباغات کے ضیاع اور خوف کے ذریعہ ہم پر مسلط ہے، احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کی طرح ہیں تو اعمال اور قربانی بھی اسی انداز کی پیش کرنی ہوگی، ورنہ ہندوستان میں خصوصا دین وشریعت کے حوالہ سے مسلمانوں کو اور بھی ظلم وجور کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

جانوروں کی قربانی ہمارے اندر ہر طرح کی قربانی کا مزاج پیدا کرتا ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قربانی کے ایام میں جانوروں کی قربانی سے زیادہ اللہ کے نزدیک کچھ بھی محبوب نہیں ہے، حالاں کہ یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ رب العزت کے نزدیک جانوروں کے گوشت، پوست کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور وہ اس کے پاس پہونچتا بھی نہیں ہے، اصل چیز نیتوں کا خلوص اور دل کے احوال ہیں، نیت خالص اللہ کی رضا کی ہو، نمود ونمائش کی کوئی بات نہ ہو تو یہ قربانی دیگر چیزوں کی قربانی پر انسان کو آمادہ کرتا ہے اور تقویٰ کی کیفیت سے انسان سرشار ہو جاتا ہے، تقویٰ کی یہ کیفیت انسانی زندگی کو بیلنس، معتدل اور متوازن کرتی ہے، یہ قربانی کا فلسفہ اور حکمت ہے۔

اخروی اعتبار سے دیکھیں تو قربانی کے جانور کے ہر بال پر ایک نیکی ملتی ہے، جانور کے بالوں کو جس طرح گننا ممکن نہیں، اسی طرح قربانی کے اجر وثواب کو کلکولیٹر سے شمار نہیں کیا جا سکتا، یہ تو ہماری سمجھ کے لیے کہا گیا ہے، لیکن مراد یہی ہے کہ بے شمار اجر وثواب اس قربانی کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے، دوسرا اخروی فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ پل صراط پر ہماری سواری کے کام آئیں گے، اسی لیے حکم دیا گیا کہ صحت مند اور توانا جانور کی قربانی کی جائے، ایسے لاغر، بیمار اور عیب دار جانور کی قربانی نہ دی جائے جو مذبح تک چل کر نہ جا سکتا ہو اور جسے عرف میں عیب دار سمجھا جاتا ہو، اسکا مطلب یہ ہے کہ قربانی میں جانور کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیا جائے، اللہ رب العزت نے محبوب اور پسندیدہ چیزوں کے خرچ پر بھلائی تک پہونچنے کی بات کہی ہے، ظاہر ہے لاغر، کمزور، عیب دار چیز تو انسان کی پسند ہی نہیں ہوتی اس لیے ایسے جانور کی قربانی کس طرح دی جا سکتی ہے، جانور سے محبت ہو جائے، اس لیے اس کے پوسنے پالنے اور اس کا خیال رکھنے کی بھی ضرورت ہے، اس محبت کی قربانی کے لیے ہی اس بات کو بہتر سمجھا گیا کہ ہر ممکن اپنے ہاتھ سے جانور ذبح کیا جائے، تاکہ ان احساسات کی بھی قربانی ہو جائے جو جانور کی محبت کے نتیجے میں گذشتہ چند دنوں میں پیدا ہوئے تھے صرف اللہ کی محبت قلب وجگر میں جاگزیں رہے، اگر خود سے ذبح نہیں کر سکتا ہو تو کم سے کم وہاں پر موجود رہے، تاکہ جانور کو قربان ہوتے ہوئے دیکھے۔

جانور کی یہ قربانی اللہ کے نام سے اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے، ہمارے یہاں یہ جو مشہور ہے کہ قربانی کس کے نام سے ہوگی، صحیح نہیں ہے، قربانی تو سب اللہ کے لیے اللہ کے نام سے ہوگی، اسی لیے جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں اس شخص کی طرف سے قبولیت کی دعا کی جاتی ہے۔ **اللھم تقبل ھذہ الاضحیۃ** . قربانی سے پہلے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی جاتی ہے، جس میں بندہ یہ اعلان کرتا ہے، میری نمازیں، قربانیاں، حیات وموت سب اللہ کے لیے ہی ہیں۔

جانور ذبح کر دیا، قربانی ہوگئی، ہدایت دی گئی کہ گوشت کے تین حصے کرلو، ایک حصہ غرباء کو دو، ایک حصہ عزیز واقرباء کو اور ایک حصہ اپنے اہل خانہ کے لیے رکھ لو، تاکہ سب تمہاری قربانی سے فائدہ اٹھا سکیں، غربا ومساکین جو صاحب استطاعت نہیں ہیں، قربانی کے جانور نہیں خرید سکتے ان کو اپنی قربانی سے حصہ دو تاکہ وہ ایام تشریق میں اللہ کی میزبانی سے فائدہ اٹھا سکیں، اس معاملہ میں ہمارے یہاں بڑی کوتاہی پائی جاتی ہے، بڑے جانور کی قربانی میں تو گوشت غرباء تک پہونچ جاتا ہے؛ لیکن خصی کے گوشت میں ایمانداری سے تقسیم کا عمل نہیں ہوتا اور جب سے فرج ہمارے گھروں میں آگیا، بیش تر گوشت اسی میں ڈال دیا جاتا ہے؛ تاکہ دیر تک گھر والے کھائیں، کسی کا خاندان بہت بڑا ہو تو فتویٰ کی زبان میں اس کی گنجائش ہے، لیکن ایسا کرنے سے یہ معلوم تو ہو ہی جاتا ہے کہ جانور کی قربانی کے باوجود گوشت کی قربانی دینے کا مزاج نہیں بنا ورنہ گوشت کی تقسیم میں انصاف سے کام لیا جاتا۔

گوشت کے بعد چمڑہ بچ جاتا ہے، یہ چمڑہ اگر بیچا گیا تو قیمت صدقہ کرنا ہے، غرباء ومساکین کا حق ہے، لیکن اگر آپ اسے خود استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اس کی گنجائش ہے، البتہ اس کو دفن کر دینے کی بات سمجھ میں نہیں آتی کیوں کہ یہ مال کا ضیاع ہے، جب سے چمڑے کی قیمت کم ہوگئی ہے تب سے کئی گاؤں سے یہ خبر آرہی ہے کہ قربانی کا چمڑہ دفن کیا جارہا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، جس قیمت پر بھی ہو اسے فروخت کر کے رقم مدارس کے غریب ونادار طلبہ یا سماج کے ضرورت مندوں تک پہونچا دینا چاہیے، جو صاحب استطاعت نہ ہوں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے اپنے استعمال میں لے آئیں، دباغت کے بعد جائے نماز اور دوسری چیزیں اس سے بنا کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔

قربانی کے جانور کے جو فضلات وباقیات ہیں اس کو راستوں کے کنارے ادھر ادھر نہ پھینکیں، اس سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے، جو انسانوں کی صحت کے لیے مضر ہے، اس سے آپ بھی متاثر ہو سکتے ہیں، اس کے علاوہ راستوں کے بھی حقوق ہیں، ادھر اُدھر پھینکنے سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس لیے ان فضلات کو گڈھا کھود کر گاڑ دینا چاہیے تاکہ کتے اور دوسرے جانور اٹھا کر اِدھر اُدھر نہ لے جائیں، اور جو سرانڈ ہے، اس سے صحت متاثر نہ ہو۔ (بقیہ: صفحہ ۱۴ پر)

اچھی باتیں

''شعور اور شور میں فرق صرف ایک ''عین'' کا ہے اور وہ ''عین'' علم کا ہے، اسی لیے شور کرنے والے علم اور شعور سے خالی ہوتے ہیں ☆ جھگڑوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ دونوں فریق لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاتے ہیں ☆ ہر حال میں مسکراتے رہیے تاکہ دنیا تمہاری پریشانیوں کا مذاق نہ اڑائے ☆ کم ظرف ہی ٹانگیں کھینچتے ہیں، اعلیٰ ظرف تو ہمیشہ ہاتھ پکڑتے ہیں، سہارا دیتے ہیں، ساتھ نبھاتے ہیں ☆ انسان کا اخلاق، زبان، سوچ اور ظرف بتا دیتا ہے کہ وہ ان پڑھ ہے یا پڑھا لکھا جاہل ہے۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''بی جے پی اور اس کی حکومت نے گذشتہ نو سالوں کے دور میں مذہب کے سیاسی منصوبے اور سیاست کے مذہبی منصوبوں کو ملانے کا کام کیا ہے، اس کی وجہ سے جمہوریت کو لے کر طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا ہوئے، اب ''سنگول'' نصب کر کے اس نے صاف کر دیا ہے کہ 2024 کا انتخاب وہ کس بنیاد پر لڑنے جا رہی ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ دھرم تنتر کا دوسرا نام ہندو راشٹر ہے، جمہوریت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس میں مذہب انسان کا انفرادی معاملہ ہے، حکومت کا نہیں، اس لیے وزیر اعظم کو سرکاری تقریبات میں مذہب کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔'' (ہمارا سماج ۸/ جون ۲۰۲۳ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ——— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ سے حکمت ودانائی کی نعمت مانگئے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ہم نے لقمان کو حکمت ودانشمندی عطا کی تھی کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں اور جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بہت تعریف کے لائق ہیں'' (سورہ لقمان، آیت:۱۲)

مطلب: حضرت لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فطری حکمت ودانشمندی سے نوازا تھا، اس لئے ان کی حکیمانہ باتیں لوگوں میں مشہور تھیں، ان کے کلمات حکمت ودانائی کو سننے کے لئے لوگ دور دور سے جمع ہوتے تھے، علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ چند کام ایسے ہیں، جنہوں نے مجھے اس درجہ پر پہونچایا، اگر تم بھی اختیار کرلو تو تمہیں بھی یہ مقام حاصل ہوجائے گا، اس کے بعد فرمایا کہ دیکھو اپنی نگاہ کو پست رکھنا اور زبان کو بند رکھنا، حلال روزی پر قناعت کرنا، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا، بات میں سچائی پر قائم رہنا، عہد کو پورا کرنا، مہمان کا اکرام کرنا، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور معصیت سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا، اگر تم نے ان باتوں پر عمل کیا تو تم بھی صاحب حکمت بن جاؤ گے، حکمت کیا ہے؟ حکمت اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ایسی روشنی، بصیرت یا کیفیت ہے، جس سے حسن وقبح اور خیر وشر دونوں ہی پہلو اجاگر ہوجاتے ہیں، جس کا اظہار آدمی کے اقوال واعمال اور افعال سے ہونے لگتا ہے، اس کی پوری زندگی حکمت وبصیرت سے لبریز ہوجاتی ہے اور جس کسی کو حکمت عطا ہوئی اسے خیر کثیر ہاتھ آگیا اور یہ نعمت جس کو مل گئی اس کی دنیا وآخرت سنور گئی، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تشریف فرما تھے، اللہ کے رسولؐ نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور یہ دعا پڑھی ''اللّٰهم علمه الحكمة'' اے اللہ! انہیں حکمت ودانائی عطا فرما، اس دعاء کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سینہ کو حکمت ودانشمندی سے منور فرمادیا، آیت مذکور میں حکمت سے مراد دین کی سمجھداری ہے کہ ہر دم اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسی کے ذکر وفکر میں لگے رہنا اور ہر حال میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ بنے رہنا ہے، جب بندہ اپنے خالق ومالک کا شکر گذار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید دنیوی اور اخروی نعمتوں سے نوازتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی ہے، جس سے وہ محروم کردیا جاتا ہے، غور کیجئے کہ اللہ نے اپنے جن مقرب بندوں کو اس نعمت سے سرفراز کیا وہ درجات علیا پر فائز ہوئے، انہوں نے دنیاوی زندگی میں بھی عزت وشرف پائی اور یقین مانئے کہ آخرت میں بھی ملے گی، مگر اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ہم محرمات سے باز آجائیں تو اللہ ہمیں ان نعمتوں سے بہرور فرمائے گا اور مقرب بندوں میں شمار فرمائے گا۔

حج وعمرہ سے تنگدستی دور ہوتی ہے

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ کرتے رہا کرو، کیونکہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جیسے لوہار یا سونار کی بھٹی لوہے اور سونے کی میل کچیل کو دور کردیتی ہے اور حج مبرور کی جزا تو سوائے جنت کے اور کچھ ہے ہی نہیں'' (ترمذی شریف)

وضاحت: ہر مسلمان کو اللہ کی ذات وصفات اور اس کے کمالات سے سچی محبت ہوتی ہے اور اس محبت کے نتیجہ میں وہ اس کے احکام کی بجاآوری میں لگا رہتا ہے، عشق الٰہی کے اس جذبہ کی تسکین کے لئے دن میں پانچ مرتبہ اپنی جبیں نیاز کو اس کے سامنے رکھتا ہے اور اپنی عبودیت وبندگی کا اظہار کرتا ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ محبت الٰہی کی کشش میں وہ اپنے سارے مشاغل کو چھوڑ کر محبوب کے گھر کی دیدار کے لئے کعبۃ اللہ کا سفر کرتا ہے، وہاں روتا، گڑگڑاتا اور معافی کا طلب گار ہوتا ہے، پھر اللہ کی طرف سے رحمت کا ایک جھونکا چلتا ہے جس سے اس کے دل کے داغ دھبے مٹنے لگتے ہیں، طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ ایک نیکی میں داخل ہوا اور بخشا بخشایا برائی سے نکل آیا، کیونکہ کعبۃ اللہ کو چونکہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے اسے دیکھنا، گویا خدا کی تجلیات کا مشاہدہ کرنا ہے، یہی ہے مقام عبدیت اور قرب الٰہی کا نقطہ کمال جس کے ذریعہ حجاج کرام کی مغفرت ہوتی ہے اور ان کی باطنی گندگیاں دور ہوتی ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں، یہ اگر دعاء کرتے ہیں تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اگر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت فرمادیتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے تنگ دستی دور ہوتی ہے، اس لئے جب حج فرض ہوجائے تو جلد سے جلد ادا کرلینا چاہئے، یہ بڑی غلطی ہے کہ آدمی دنیا کے تمام بکھروں سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہے، کہیں بچے بچیوں کی شادی کا بہانہ اور کہیں زمین ومکان کی تعمیر کا حیلہ تلاش کرکے اس فریضہ کو ٹالتا رہے، کس کو معلوم کہ کل کیا حالات پیدا ہوں گے، صحت وتوانائی باقی رہے گی یا جسمانی عوارض میں مبتلا ہوجائے گا، بہت سے لوگ بڑھاپے کا انتظار کرتے ہیں، یہ تصور وخیال بھی صحیح نہیں ہے، زندگی رہے گی یا نہیں؟ اس لئے حج فرض ہوتے ہی ادا کرلینا مومنانہ شان کی علامت ہے، جوانی میں ارکان حج پورے آداب وسنن کے ساتھ انجام پاتے ہیں، بڑھاپے میں قویٰ کمزور پڑجاتے ہیں، جس سے ارکان کی ادائیگی میں دشواری لاحق ہوتی ہے، اس لئے وقت پر ادا کرلینا چاہئے، کچھ لوگ افلاس وتنگ دستی کے خوف سے حج جیسے مبارک سفر سے محروم رہ جاتے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جو مال دار اور صاحب ثروت، حج وزیارت بیت اللہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت عطا فرماتے ہیں اور زندگی میں ترقی اور خوشحالی بخشتے ہیں، جس کا عملی مشاہدہ حج کرنے والوں کو ہے کہ اللہ نے حج کی برکت سے انہیں ترقیات سے نوازا، اگر آپ بھی اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو حج کرکے دیکھ سکتے ہیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

صاحب نصاب کے لئے قربانی کا جانور بدلنا:

س: ایک صاحب نصاب شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا، اب وہ اس کو بیچ کر دوسرا جانور خریدنا چاہتا ہے یا بڑے جانور میں حصہ لینا چاہتا ہے شرعا اس کی اجازت ہے یا نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو فاضل رقم اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لئے قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور فروخت کرنا مکروہ ہے، اگر کسی نے فروخت کردیا تو اس پر ضروری ہوگا کہ دوسرا جانور پہلے جانور کی قیمت کے مساوی یا اس سے زیادہ قیمت کا خریدے، اگر کم قیمت کا خریدا ہے یا بڑے جانور میں حصہ لیا ہے تو فاضل رقم کو صدقہ کرنا لازم وضروری ہوگا:

"ويكره أن يبدل بها غيرها اذا كان غنيا'' (الكفاية على هامش فتح القدير: ۴۳۸/۸)

"وان ضحى بالثانية أجزأه وسقطت عنه الاضحية وليس عليه أن يضحى بالاولىٰ لان التضحية بها لم تجب بالشراء بل كانت الاضحية واجبة فى ذمته بمطلق الشاة، فاذا ضحى بالثانية فقد ادى الواجب بها...... وسواء كانت الثانية مثل الاولىٰ فى القيمة أو فوقها او دونها لما قلنا غير أنها ان كانت دونها فى القيمة يجب عليه أن يتصدق بفضل مابين القيمتين'' (بدائع الصنائع: ۱۹۹/۴-۲۰۰، كتاب الاضحية)

غیر صاحب نصاب کے لئے قربانی کا جانور بدلنا:

س: ایک شخص جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کے ارادہ سے کوئی جانور خریدا اب وہ اس کو بدل کر دوسرا جانور قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس میں ایام قربانی اور غیر ایام قربانی کی کوئی تفصیل ہے؟

ج: غیر صاحب نصاب شخص نے قربانی کے ایام میں قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا تو وہ جانور قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا، اس پر اسی جانور کی قربانی لازم وضروری ہوگی، اس کو نہ تو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی بدل سکتا ہے:

"وفى العتابية: المختار أن الفقير لو اشتراها بنية التضحية فى أيام النحر تصير التضحية واجبة فى حقه'' (الفتاوى التاتارخانية: ۴۱۱/۱۷)

"وفقير...... شراها لها لوجوبها عليه بذالک حتى يمتنع عليه بيعها'' (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۴۶۵/۹)

اور اگر قربانی کے ایام سے قبل خریدا ہے تو اس کی قربانی اس پر لازم ہے یا نہیں اس سلسلہ میں اختلاف ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے، وہ اس کو فروخت کرسکتا ہے اور بدل سکتا ہے:

"ووقع فى التاتارخانية التعبير بقوله شراها لها ايام النحر وظاهره أنه لو شراها لها قبلها لاتجب ولم أره صريحا، فليراجع'' (رد المحتار: ۴۶۵/۹)

جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی قربانی اس پر لازم ہے کیونکہ شراء فقیر جب بمنزلہ نذر ہے تو وہ عام ہے جب بھی قربانی کے ارادہ سے خریدے قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا اور اس کا تبادلہ جائز نہ ہوگا:

"اما الذى يجب على الفقير دون الغنى فالمشترى للاضحية اذا كان المشترى فقيراً بان اشترى فقير شاة ينوى أن يضحى بها'' (بدائع الصنائع: ۱۹۲/۴)

پہلے قول پر عمل کرنے میں توسع ہے جبکہ دوسرا احوط ہے اور عبادت میں احتیاط پر عمل ضروری ہے، لہٰذا اس اختلاف کے پیش نظر بہتر یہ ہے کہ ایسا شخص اسی جانور کی قربانی کرے بلاوجہ اس کو فروخت یا تبادلہ نہ کرے اور اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کو بیچنے یا تبادلہ کی گنجائش ہے لیکن فاضل رقم کا بہرحال صدقہ کرنا ضروری ہے۔

قربانی کی نیت سے پالے ہوئے جانور کو بدلنا:

س: ایک آدمی نے قربانی کی نیت سے بکرا پالا تو اس کی قربانی اس پر لازم ہے یا نہیں وہ اس کو بدل سکتا ہے یا نہیں؟

ج: بکرا پالنے کی دو صورتیں ہیں یا تو گھر کا پیدائشی بکرا ہے یا خریدا ہوا ہے، پھر خریدنے کی بھی دو صورتیں ہیں یا تو خریدتے وقت قربانی کی نیت نہیں تھی بعد میں قربانی کی نیت کی یا خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی، پہلی صورت جبکہ گھر کا پیدائشی بکرا ہو یا دوسری صورت جبکہ خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ ہو بعد میں قربانی کا ارادہ کیا ہو، ان دونوں صورتوں میں اس کی قربانی واجب نہیں ہے اس کو جو چاہے کر سکتا ہے خواہ امیر ہو یا غریب:

"لو كان فى ملک انسان شاة فنوى أن يضحى بها أو اشترى شاة ولم ينو الاضحية وقت الشراء ثم نوى بعد ذالک أن يضحى بها لايجب عليه سواء كان غنيا أو فقيراً لان النية لم تقارن الشراء فلاتعتبر'' (بدائع الصنائع: ۱۹۳/۴)

اور تیسری صورت میں (جبکہ خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی) جانور قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا اور ضروری ہوگا کہ اس کو بلاضرورت شرعی نہ بدلا جائے، اگر بدل دیا تو فاضل رقم کو صدقہ کرنا لازم ہوگا، خواہ امیر ہو یا غریب:

والصحيح انها تتعين من الموسر ايضا بلاخلاف بين اصحابنا...... ووجهه ان نية التعيين قارنت الفعل وهو الشراء فأوجبت تعيين المشترى للاضحية الا ان تعيينه للاضحية لايمنع جواز التضحية بغيرها'' (بدائع الصنائع: ۲۰۲/۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھار کھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 23 مورخہ ۲۹؍ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۹؍جون ۲۰۲۳ء روز سوموار

اظہار رائے

اپنی باتیں دوسروں تک پہونچانے کے جو طریقے ہمیں دیے گیے ہیں، ان میں گفتگو، تقریر، لکچر، ڈائیلاگ، بحث ومباحثہ کو خاص اہمیت حاصل ہے، ہم اپنی باتیں تحریر کے ذریعہ بھی دوسروں تک پہونچاتے ہیں، اور حرکات وسکنات کے ذریعہ بھی، جسے اشاروں کی زبان کہتے ہیں؛ گویا یہ سب چیزیں اظہار کا وسیلہ ہیں، اظہار کے یہ وسیلے اتنے اہم ہیں کہ اسی کے ذریعہ ہمیں سامنے والے کے عیب وہنر کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی لیے ٹھوس، مدلل، معقول اور مؤثر گفتگو کی قدر ہر دور میں کی جاتی رہی ہے اور اس کے اثرات قوموں کی تقدیر بدلنے، حکومتوں کے عروج وزوال، سیاسی اتار چڑھاؤ پر لازماً پڑتے رہے ہیں۔

اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ رائے کے اظہار میں انصاف سے کام لیا جائے، معاملہ اپنا ہو یا والدین کا، اقربا کا، ہو یا رشتہ دار کا امیر کا ہو یا محتاج کا، ہر حال میں انصاف ملحوظ رکھا جائے، اور کسی قوم کی دشمنی تم کو انصاف کے راستے سے نہ ہٹائے، آج صورت حال یہ ہے کہ ہماری کسی سے دشمنی ہوتی ہے تو سارے حدود پار کر جاتے ہیں اور اگر دوستی ہوتی ہے تو زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں، کل تک جو لعن طعن کر رہا تھا، آج پارٹی میں شامل ہو گیا تو پارٹی سپریمو کو ڈنڈوت بھی کر رہا ہے اور قصیدہ پر قصیدہ کہے جا رہا ہے، شیخ سعدی کا مشہور قول ہے کہ دشمنی میں بھی اس کا خیال رکھو کہ اگر کبھی دوستی ہو جائے تو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اس بے اعتدالی نے ہر ایک کے بیان کو بے وقعت کر کے رکھ دیا ہے۔

بیان کے بعد دوسرا مرحلہ عمل کا ہے، بغیر عمل کے صرف بیان کو ''بیان بازی'' کہتے ہیں، بیان میں جان اس وقت پڑتی ہے، جب اس کے پیچھے عمل کی قوت ہو، عمل نہ ہو صرف قول ہی قول ہو، بیان ہی بیان ہو تو یہ انتہائی مذموم کام ہے، عمل ہے؛ لیکن قول کے برعکس ہے تو یہ قول وعمل کا تضاد ہے۔

قول وعمل کے اسی تضاد کی وجہ سے سرکار کی طرف سے اعلان پر اعلان ہوتا رہتا ہے اور لوگ اسے قابل اعتنا نہیں سمجھتے، اگر ہم کم بولیں اور کام زیادہ کریں تو عوام کا بھی بھلا ہوگا اور لوگوں کا اعتماد بھی بحال ہوگا؛ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو پا رہا ہے، اس معاملہ میں سب سے زیادہ ہمارے سیاسی رہنما آگے ہیں۔ کتنے اعلانات دسیوں سال سے حکومتیں کرتی رہی ہیں اور ان پر عمل کے اعتبار سے آج بھی پہلا دن ہے، اس طرز عمل سے سیاسی لوگوں کی قدر وقیمت میں گراوٹ کا رجحان بڑھا ہے، پہلے راج نیتی ہوتی تھی، اب راج ہی راج ہے، نیتی کا پتہ نہیں، نظریات، پالیسیاں کبھی سیاست میں ہوا کرتی تھیں، لیکن اب یہ قصہ پارینہ اور ماضی کی داستان ہے، کل تک سیکولرزم کا نعرہ لگانے والا، کب عہدہ اور ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے فرقہ پرستی کی گود میں جا بیٹھے گا، کہا نہیں جا سکتا، اور پھر اس کی زبان سے کیا کچھ نکلنے لگے گا اور کس کس کی پگڑی اچھالی جائے گی کہنا مشکل ہے۔ یہ صرف خیال نہیں ہے، اپنے ذہن پر تھوڑا زور دیں تو کئی نام آپ کے ذہن میں گردش کرنے لگیں گے۔

پہلے پہاڑ ہی آتش فشاں ہوتے تھے، اب ہماری زبان بھی آتش فشاں ہو گئی ہے، ہمیں ان سے ہر حال میں ہوشیار رہنا ہوگا، بولتے وقت بھی اور سنتے وقت بھی، بولتے وقت الفاظ تول کر بولنا ہوگا؛ کیونکہ اللہ نے ہمارے بول پر پہرے بٹھا رکھے ہیں اور سنتے وقت اس کے رد عمل سے بچنا ہوگا؛ تاکہ ہماری زبان آلودہ نہ ہو، یاد رکھئے سخت، گندے اور بھدے الفاظ سے قومی معاملات حل نہیں ہوتے اور سماج کا بھی بھلا نہیں ہوتا، مولانا ابوالکلام آزاد کے لفظوں میں، ''زبان حد درجہ محتاط ہونی چاہیے، کچھ اس طرح کے وقار وتمکنت اور سنجیدگی ومتانت آگے بڑھ کر ان کی بلائیں لینے لگے''۔

اس لئے ہمیں کوئی بھی بیان دینے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ وہ کسی کی دل آزاری کا سبب نہ بنے، گفتگو کرتے وقت حفظ مراتب، سامع کا پاس ولحاظ اور مقصد کا خیال رکھا جائے، فضول کی بحثوں، الزام تراشی، ذاتی رکیک حملے اور لعنت وملامت کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے، اظہارِ اختلاف میں شائستگی اور نرمی کا رویہ اختیار کیا جائے۔

بدلتے اقدار

ہم روزانہ اخبارات میں ایسی خبریں پڑھتے ہیں کہ ''بیوی نے شراب پینے سے روکا شوہر نے گولیوں سے بھونا''، ''طالبات کی چھیڑ خانی سے منع کرنے پر اساتذہ کی پٹائی''، ''بچہ نہیں ہوا تو چتا پر لٹا کر زندہ جلانے کی کوشش'' ان خبروں کے پڑھنے کے بعد جو اثرات دل ودماغ پر پڑتے ہیں اور سوچ سوچ کر اعصاب جس طرح جواب دے جاتے ہیں، اس کا ادراک واحساس ہر حساس ذہن ودماغ رکھنے والا شخص کر سکتا ہے، واقعہ یہ ہے، سارے اعلیٰ اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل گیا ہے، برائی کرنے اور اخلاقی اقدار کو پال کرنے والے لوگ دندناتے پھر رہے ہیں۔

شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے اسے ام الخبائث کہا جاتا، اس سے خاندانی نظام تباہ ہوتا ہے، بچے بھوک سے مرتے ہیں اور پینے والے کے اعضاء وجوارح پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور جس کے نتیجے میں دھیرے دھیرے وہ خود موت کے منہ میں چلا جاتا ہے، اس بُرے کام سے روکنے کی سزا بیوی کو یہ ملی کہ اس کے شوہر نے اسے گولیوں سے بھون ڈالا اور اس کی موت ہو گئی۔

دوسری خبر میں کالج میں پڑھ رہے دولڑکے طالبات کے ساتھ چھیڑ خانی کیا کرتے تھے، ان کی ہمت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ کلاس کے دوران بھی وہ اپنی غلیظ حرکتوں سے باز نہیں آ رہے تھے، اساتذہ نے اس پر ڈانٹ پھٹکار کی، انتظامیہ نے بھی تادیبی کارروائی کا منصوبہ بنایا، اس خبر کی بھنک جب ان بیہودہ لڑکوں کو لگی تو انہوں نے اپنے پانچ چھ دوستوں کو بلایا اور متعلقہ اساتذہ کو زدوکوب کیا، ان بدمعاشوں نے استاذ کی جیب سے دس ہزار روپے اور گلے سے تیس ہزار روپے قیمت کی سونے کی چین اڑائی، بچ گئی انتظامیہ تو اس سے پچاس ہزار روپے رنگداری کا مطالبہ کیا، ظاہر ہے جب اساتذہ کے ساتھ یہ سلوک ہوگا جو باپ کی طرح ہوتے ہیں اور علم وتہذیب پھیلانے کا کام کرتے ہیں تو بھلا کس طرح سماج کو برائیوں سے پاک کیا جا سکتا ہے۔

تیسری خبر دیکھئے، بچہ پیدا کرنا انسانی بس کی بات نہیں، یہ تو قدرت کی طرف سے عطیہ ہوتا ہے، دس سال شادی کو ہو گیے، بچہ نہیں ہوا تو بے چاری عورت کا کیا قصور، لیکن ایک عورت کو بچہ نہیں پیدا کرنے کی پاداش میں اس کی سسرال والے نے پہلے تو اسے مارا پیٹا، جب بے ہوش ہو گئی تو چتا پر لٹا دیا، جلانے کے لیے آگے کی کارروائی کرنا ہی چاہتے تھے کہ عورت کی کراہ سے اس ظلم کی اطلاع لوگوں کو ملی اور پولیس کی مدد سے اسے بچایا جا سکا۔

یہ اور اس قسم کے دیگر واقعات مہذب سماج کے لیے ناسور ہیں، انہیں روکا نہیں گیا تو جینا دوبھر ہو جائے گا، اس کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی ادارے، انسانی حقوق کمیشن، مذہبی اور ملی تنظیمیں طویل منصوبہ بندی کریں اور تمام طبقات اور مختلف مذاہب کے سربراہ اور قائدین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے سماجی بیداری لائی جائے، کیوں کہ یہ مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے، پورے سماج کا ہے، انسانوں کا ہے، برائیاں جس طرح بڑے پیمانے پر منظم انداز میں ہو رہی ہیں، اس کو مٹانے کے لیے اسی درجہ بلکہ اس سے بڑے پیمانے پر منظم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا ابرار الحق حقی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح امر بالمعروف کے لیے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغی جماعت قائم فرمائی، اسی انداز پر نہی عن المنکر کے لیے بھی ایک جماعت کا وجود ضروری ہے، خیر امت کی ذمہ داریوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

راز درون خانہ

انسان کی ذہنی وجسمانی ساخت اللہ رب العزت نے ایسی بنائی ہے کہ اس کے احساسات، مشاہدات، خیالات، معلومات اس کے ذہن ودماغ میں محفوظ رہتے ہیں، کچھ شعور کی گرفت میں ہوتے ہیں اور کچھ تحت الشعور میں محفوظ رہا کرتی ہیں، تھوڑی سی تحریک سے وہ شعور کی گرفت میں آجاتی ہیں، آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ ایک آدمی بولتے بولتے رک جاتا ہے، آگے جو کہنا چاہتا ہے وہ اس کی گرفت میں نہیں آرہا ہے، وہ خاموش ہو کر ذہن پر زور ڈالتا ہے، تو وہ بات یاد آجاتی ہے، اور سلسلہ کلام جاری ہو جاتا ہے۔ اس صورت حال کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آپ کسی دوسرے کو اپنے معاملات اور حالات میں جس قدر شریک کرنا چاہتے ہیں، اسی قدر بتاتے ہیں، آپ کی زندگی کے بہت سارے واقعات جنہیں آپ پردۂ خفا میں رکھنا چاہتے ہیں، اسے کوئی آپ سے اُگلوا نہیں سکتا، تا آں کہ آپ خود اس کو طشت از بام کرنا چاہیں، اسی لیے ہپناٹزم، نارکوٹسٹ اور دواؤں کے اثرات کے ذریعہ تحت الشعور سے چیزوں کے نکالنے کو قانونا جرم قرار دیا گیا ہے اور مجرموں پر بھی اس کا استعمال بغیر عدالت کی اجازت کے نہیں ہوتا، قانونی اصطلاح میں اخفاء راز کو رائٹ ٹو پرائیویسی (Right to privacy) کہتے ہیں، آپ گھر میں کیا کھا رہے ہیں؟ بیوی بچوں کے ساتھ کس طرح رہتے ہیں؟ کس کو فون کر رہے ہیں؟ اور کس کس سائٹ پر مشغول رہے ہیں، اسے جاننے کا حق باہر کے لوگوں کو نہیں ہے، یہ قدرت کی جانب سے دیا گیا حق ہے اور سماجی سوچ ہے، بند گھروں کے اندر جھانکنے کی اجازت کسی کو نہیں ہے، اس اصول کا خیال رکھا جانا چاہیے، ٹوہ میں نہیں پڑنا چاہیے، اللہ رب العزت نے تجسس سے منع کیا ہے۔ ''ولا تجسسوا'' ٹوہ میں مت پرو۔ ترقی کے اس دور میں یہ خیال ختم ہوتا جا رہا ہے، درون خانہ تک پہونچنے کی مذموم کوشش ہر سطح پر ہو رہی ہے، بھیجے ہوئے خطوط کی اسکیننگ اور فون ٹیپ کیے جانے کی بات اور روایت عام سی ہو گئی ہے، جس کے نتیجے میں نجی راز طشت از بام ہو رہے ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نجی راز کی حفاظت ہمارا بنیادی حق ہے یا نہیں، اور ہندوستانی دستور اس کی کس حد تک اجازت دیتا ہے، یہ سوال اس لیے اٹھ کھڑا ہوا کہ سرکار سارے کام سے آدھار کارڈ کو جوڑ رہی ہے، آدھار کارڈ میں جو معلومات ہوتی ہیں، وہ نجی ہیں اور اس صورت میں راز، راز نہیں رہ پائیں گے۔

نظریہ ساز ادارے

امریکہ کا ایک شہر پرنسل پینا ہے، یہاں ایک ادارہ لورڈ انسٹی چیوٹ آف یونیورسٹی گلوبل گولڈ، ''تھنک ٹینک'' سے متعلق سروے کر کے اعداد وشمار جاری کرتا ہے اس کے مطابق امریکہ تھنک ٹینگ نظریہ ساز ایجنسی کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہے، اس کے یہاں اٹھارہ سو اکہتر نظریہ ساز ادارے ہیں، ہندوستان میں چین سے زیادہ تھنک ٹینک ہیں، ایک سال میں یہ تعداد دو سو ترانوے سے بڑھ کر پانچ سو نو ہو گئی ہے، درجہ بندی میں شروع کے دس میں ہندوستان اور چین کے ایک بھی نظریہ ساز ادارے نہیں ہیں، چین اس سروے کے مطابق ہندوستان کے مقابلے صرف دو عدد پیچھے ہے، یہاں تھنک ٹینک کی تعداد پانچ سو سات ہے۔ کارکردگی کے اعتبار سے امریکہ کا بڑا کنگشن انسٹی چیوشن اول، فرانس کا انٹرنیشنل ریلشنس دوسرے اور امریکہ کا کارنگی انڈومنٹ فار انٹرنیشنل پیس تیسرے نمبر ہے۔

اس طرح کے تھنک ٹینک یعنی نظریہ ساز ادارے سماجی، سیاسی، معاشی، دفاعی، تہذیب وثقافت اور سائنس کے میدان میں قابل عمل طریقوں پر غور وفکر کرتے ہیں، انہیں آپ تحقیقاتی اداہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ ادارے تجارتی نقطۂ نظر سے کام نہیں کرتے، خالص عملی بنیادوں پر مسائل وحالات کا تجزیہ کرتے ہیں، ان کی اہمیت کے پیش نظر امریکہ میں ان اداروں کو ٹیکس میں چھوٹ دی جاتی ہے۔ بعض ممالک میں سرکاری طور پر ان کی مالی مدد بھی کی جاتی ہے، ان اداروں کی تحقیقات کے نتیجے میں ہر میدان میں منصوبہ بندی آسان ہوتی ہے، آر اس اس کا تھنک ٹینک مشہور ہے، ہندوستان میں انسٹی چیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز کا شمار مسلمانوں کے تھنک ٹینک کے طور پر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی کئی ادارے اپنے اپنے انداز میں کام کر رہے ہیں، اس کے باوجود مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کے سروے اور تجزیہ کے لیے نظریہ ساز اداروں کی کمی ہے، حالانکہ یہ بڑا اہم اور مفید کام ہے، تھنک ٹینک کی کمی سروے کرنے والی ایجنسیاں دور نہیں کر سکتیں، اس کے لیے گہرائی کے ساتھ مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ سروے کرنے والی ایجنسیاں گھر بیٹھے اعداد وشمار فراہم کرانے میں مہارت رکھتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے پانچویں نو منتخب صدر

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

جامعہ رحمانی مونگیر کے نامور فاضل، چوتھے امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ نیز ساتویں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کے شاگرد رشید، افتاء وقضاء میں امارت شرعیہ کے تربیت یافتہ، امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ وارباب حل عقد کے رکن، المعہد العالی امارت شرعیہ کے ٹرسٹی اور رکن اساسی، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے پانچویں نومنتخب صدر، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے جنرل سکریٹری، امارت ملت اسلامیہ آندھرا پردیش کے قاضی شریعت، مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ، مجلس علمی دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد، مجلس منتظمہ ومجلس نظامت ندوۃ العلماء لکھنؤ، مجلس مشاورت دارالعلوم وقف دیوبند، الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین قطر، رابطہ علماء اہل سنۃ والجماعت بحرین کے رکن، حضرت مولانا محمد سالم صاحبؒ، مولانا سید رابع حسنی ندوی، مولانا منیر احمد مظاہری اور مولانا محمد یونس پالن پوری ادام اللہ فیوضہم کے خلیفہ ومجاز، درجنوں ملی، تعلیمی، تحقیقی اداروں کے ذمہ دار، دارالعلوم سبیل السلام حیدآباد کے سابق شیخ الحدیث، المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد کے بانی، بڑے مفسر، فقیہ، مقرر، منتظم اور مدبر، دینی ملی، سماجی مسائل پر گہرائی اور گیرائی کی نظر رکھنے والے، سو سے زائد قرآن واحادیث، فقہ، سیرت، تاریخ، تذکرہ، سفرنامہ، تقابل ادیان اور فکری، اصلاحی، تذکیری موضوعات پر عربی، اردو اور انگریزی کتابوں کے مصنف، علمی رسوخ، تفقہ فی الدین اور معتدل فکرونظر کے حامل سب کے کام آنے والے اور سب کے لیے وقت نکالنے والے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔ قائم جن کے دم سے ہے محفلوں کی تابانی۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی بن حضرت مولانا زین العابدین بن حضرت مولانا عبد الاحد صاحب کی پیدائش 4؍جمادی الاولیٰ 1376ھ مطابق نومبر 1956ء قاضی محلّہ جالے دربھنگہ میں ہوئی، تاریخی نام خورشید ہے، ابتدائی تعلیم دادی، والدہ سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا دربھنگہ میں داخل ہوئے، یہاں مولانا کے پھوپھا مولانا وجیہ احمد صاحب مدرس تھے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، وہاں سے جامعہ رحمانی مونگیر تشریف لے گیے، جہاں عربی سوم سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم پائی اور یہیں سے سند فراغت پانے کے بعد رحمانی کو اپنے نام کے لاحقہ کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا، جو ان کے نام کا جزو لازم بن گیا، مونگیر میں انہوں نے جن نامور اساتذہ سے کسب فیض کیا، ان میں امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانیؒ، امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانیؒ مولانا سید محمد شمس الحق صاحبؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ رحمانی مونگیر کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں، جامعہ رحمانی کے بعد آپ نے دوبارہ دارالعلوم دیوبند سے بھی دورۂ حدیث کی تکمیل کی، یہاں کے نامور اساتذہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب، مولانا معراج الحق صاحب، مولانا محمد حسین صاحب بہاری رحمہم اللہ سے مولانا نے علوم وفنون کی تعلیم پائی۔

تدریسی زندگی کا آغاز مولانا حمید الدین عاقل حسامیؒ کے مدرسہ دارالعلوم حیدآباد سے شوال 1397ھ میں کیا، لیکن صرف ایک سال بعد 1398ھ میں دارالعلوم سبیل السلام حیدآباد منتقل ہوگئے، شوال 1399ھ میں آپ صدر مدرس بنائے گئے اور 1420ھ تک کم وبیش بائیس سال اس ادارے سے وابستہ رہے، یہاں رحمت عالم سے بخاری شریف تک کا درس آپ نے دیا، آپ اور مولانا رضوان القاسمیؒ کی جوڑی تعلیم وتربیت کے میدان میں مثالی سمجھی جاتی رہی، مولانا کی توجہ سے یہاں تخصص فی الفقہ، دعوۃ اور ادب کے بھی شعبے کھلے اور دارالعلوم سبیل السلام کا جنوبی ہند کے ممتاز ترین اداروں میں شمار ہونے لگا۔

شعبان 1420ھ میں آپ نے یہاں سے مستعفی ہوکر المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد کی بنیاد ڈالی، یہاں کے اسباق کے ساتھ دارالعلوم حیدآباد میں تخصصات کے شعبے میں بھی درس دیتے رہے، ان دنوں یہ سلسلہ موقوف ہوگیا ہے۔ آپ کی شہرت اچھے مدرس اور بہترین مربی کی حیثیت سے پورے ہندوستان میں زبان زد خلائق ہے۔

ان علمی مشاغل کے ساتھ آپ کی توجہ ملی مسائل پر بھرپور رہی ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے وہ زمانہ دراز سے سکریٹری اور پھر جنرل سکریٹری رہے، واقعہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ پر شرعی موقف کی تیاری اس کے حوالہ جات کی فراہمی، وکیلوں کے لیے مولانا ہی کرتے رہتے ہیں، تفہیم شریعت کے پروگرام کو پورے ہندوستان میں متعارف کرانے اور اس کو عملی شکل دینے میں بھی آپ کی عملی جدوجہد کا بڑا ہاتھ ہے، ہندوستان کی کوئی قابل ذکر تنظیم ایسی نہیں ہے، جس سے کسی نہ کسی حیثیت سے آپ کی وابستگی نہ ہو، رہتے حیدرآباد میں ہیں؛ لیکن روح آبائی وطن میں لگی رہتی ہے، یہاں کی تعلیمی اور اخلاقی حالت کو سدھارنے کی فکر برابر دامن گیر رہتی ہے، اسی فکرمندی کے نتیجہ میں مولانا نے دارالعلوم سبیل الفلاح اور مدرسۃ الفالحات جالے میں قائم کیا، جس سے علاقہ کو بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے؛ یہاں کے مدارس اور امارت شرعیہ سے ان کی وابستگی قدیم، مضبوط اور مستحکم ہے، جنوبی افریقہ کے بعض حلقوں میں امارت شرعیہ کا تعارف بھی تحریری طور پر انہوں نے کرایا، جس سے میرے سفر میں آسانیاں پیدا ہوئیں، واقعہ یہ ہے کہ مولانا کی حیات وخدمات مستقل ایک کتاب؛ بلکہ کئی جلدوں میں لکھی جانے والی کتاب کا موضوع ہے، لکھنے والوں نے لکھا ہے اور آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔ اس مضمون میں طوالت کی گنجائش نہیں ہے، اتنے بافیض عالم دین اور ملت پر قربان ہوجانے والی شخصیت کے لیے صحت وعافیت کے ساتھ درازئ عمر کی دعا نہ کرنا خود اپنی حرماں نصیبی ہوگی، اس لیے بس اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

تو سلامت رہے ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن ہزار

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

رختِ سفر

جناب عین الحق خان متخلص ناشاد اورنگ آبادی (ولادت 15؍جنوری 1935ء) بن محمد ہدایت اللہ خان مرحوم کی جائے پیدائش شمشیر نگر ضلع اورنگ آباد ہے، ریلوے کے سبکدوش افسر ہیں، پرواز سخن (1990) میل کا سفر (ہندی 1991)، لمحے لمحے کا سفر (2009) ہم سفر غزلیں (ہندی 2009) اور رخت سفر کے نام سے شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں، ''غزل کیسے لکھیں'' کی ترتیب کا کام بھی انہوں نے کیا ہے۔ جس میں غزل کے حوالہ سے قیمتی مضامین اور ہندی کے سیکڑوں شعراء کی غزلوں کو جمع کیا گیا ہے، اردو ادب اور شعر گوئی میں امتیاز کی وجہ سے انجمن محمدیہ پٹنہ سیٹی، ساہتیہ کار سنسد سمستی پور، ابھویکتی دلسنگ سرائے، بہار اردو اکیڈمی پٹنہ، اردو سرکل حیدرآباد، پریاس فریدآباد، ہریانہ، عالمی ہندی کانفرنس دہلی، سولبھ انٹرنیشنل ساہتیہ اکیڈمی دہلی گسم پانڈے سنستھان سمستی پور، جیمنی اکیڈمی پانی پت ہریانہ، نہرو یوا کیندر بھونیشور، شاد اسٹڈی سرکل پٹنہ، اردو دوست فریدآباد ہریانہ، مدر ٹریسا سوسائٹی پٹنہ، ماہنامہ خاتون مشرق، ساہتیہ کار سنسد سمستی پور، اکبر رضا جمشید اکیڈمی پٹنہ، اعتماد نیشنل فاؤنڈیشن نئی دہلی کے ذریعہ مختلف انعامات، اعزازات اور ایوارڈ سے نوازے جاتے رہے ہیں۔

ناشاد اورنگ آبادی نے پہلا شعر تیرہ سال کی عمر میں کہا اور 1965 سے باضابطہ شعر گوئی کے ساتھ مشاعروں میں شریک ہونے لگے، اور اب جبکہ ان کی عمر اٹھاسی (88) سال کی ہے، ان کے تخلیقی سوتے خشک نہیں ہوئے ہیں، ادب وشاعری کے حوالہ سے پٹنہ اور اس کے نواح میں کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی، جہاں ان کی باوقار حاضری نہیں ہوتی ہو، کبھی خالی ہاتھ شریک نہیں ہوتے، تازہ کلام اور قطعات سے سامعین کی ضیافت ضرورت کرتے ہیں، عمر کی اس منزل میں بھی وہ چاق وچوبند نظر آتے ہیں، ان کے ہونٹوں پر تبسم کی زیریں لہریں، دیکھ کر یقین ہی نہیں آتا کہ اس شخص نے اپنا تخلص ''ناشاد'' کیوں رکھ لیا، ہوسکتا ہے جوانی میں کسی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوئے ہوں اور فریق ثانی کی طرف سے انہیں بے وفائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ جدوجہد آزادی میں وہ انگریزوں کے ظلم وستم سے متاثر ہوکر ناشاد ہو گیے ہوں، ہوسکتا ہے کہ بدلتے اقدار اور احوال نے انہیں ناشادی کے مرحلہ تک پہونچا دیا ہو، کہنے کو تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شاد عظیم آبادی کے وطن میں ایک اورنگ آبادی ''ناشاد'' ہوکر ہی اپنی شناخت بنا سکتا تھا، ان کا یہ شعر دیکھیے۔

اب تو ناشاد بھی اے شاد عظیم آبادی
آپ کے شہر میں اشعار سنا دیتا ہے

یہ سب قیاسیات اور امکانات کی باتیں ہیں، جب تک وہ خود اس موضوع پر زبان نہ کھولیں، یقین کے ساتھ کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔

''رخت سفر'' ناشاد اورنگ آبادی کا مجموعہ کلام ہے۔ 128 صفحات کی قیمت 200 روپے اردو کے قارئین کے لیے قابل قبول نہیں ہے، حالاں کہ مجھے یقینی طور پر علم ہے کہ یہ قیمتیں صرف درج کی جاتی ہیں، کتابیں اہل علم وادب تک مفت ہی پہونچانی پڑتی ہیں، کچھ نسخے بک گیے تو کتب خانہ والا نصف سے زیادہ کمیشن کاٹ لیتا ہے، بے چارہ شاعر اور ادیب قیمت لکھنے میں ''نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز'' پر عمل کرتے ہوئے کچھ زیادہ ہی لکھ دیتا ہے، کتاب کی کمپوزنگ فرید اختر نے کی ہے، ملنے کے پتے پانچ درج ہیں، لینا ہو تو ادھر اُدھر چکر لگانے کے بجائے بک امپوریم سبزی باغ چلے جایئے، اور اپنی ادب نوازی کا ثبوت دیجئے، دوسو روپے نکالیے اور خرید لیجئے۔

کتاب کا انتساب طویل ہے، والدہ کے ساتھ احباب ورشتہ دار، اہل علم وفن، قارئین، نیک خواہشات اور دعاؤں سے نوازنے والوں کے ساتھ مخلص دوسر صوفی شرف الدین اور مرحومہ اہلیہ شہناز آرا کے نام ہیں، جتنے لوگوں کے نام یہ انتساب ہے، مجموعہ کا ایک ایک صفحہ بھی ان کو دیا جائے تو کم پڑ جائے گا، اور صفحہ پھاڑ کر بانٹنے کی تجویز تو کوئی نہیں دے سکتا۔

حرفِ آغاز مشہور شاعر فرد الحسن فرد کا ہے، جو ارم پبلشنگ ہاؤس دریاپور پٹنہ کے مالک ہیں، کتاب ان کے یہاں ہی چھپی ہے، انہوں نے حرف آغاز میں طول بیانی سے کم کام لیا ہے، لیکن منتخب اشعار کی کثرت سے صفحات بڑھانے کا کام کیا ہے، اپنا تعارف خود ناشاد اورنگ آبادی نے کرایا ہے، بڑا نازک کام ہے، کچھ لکھیے تو احباب ''درمدح خود می گویم'' کی پھبتی کسنے لگتے ہیں اور نہ لکھیے تو کتمان کا شکوہ ہوتا ہے، ناشاد اورنگ آبادی نے اس تعارف میں دراز نفسی سے کام نہیں لیا ہے، اور جو ضروری تھا وہ لکھ دیا ہے، ایوارڈ دینے والوں اداروں کی جو تفصیل میں نے اوپر درج کی ہے وہ ان کے تعارف سے ہی اصلا ماخوذ ہے، اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ فہرست کتاب میں موجود نہیں ہے، اس سے قاری کا تجسس بنا رہتا ہے کہ آگے کیا ہے اس طرح قاری آخری صفحہ تک پڑھنے اور ورق گردانی کرنے کے لیے وقت نکال لیتا ہے۔

رخت سفر میں ایک حمدیہ دو ہے، ایک نعتیہ دو ہے، دو نعت شریف، انٹھاون غزلیں، اور متفرقات کے ذیل میں کئی نظم اور قطعات ہیں، غزلوں میں دو تاریخی ہیں، اس میں غزل کی آن بان شان تو نہیں ہے، لیکن ادباء وشعراء کے ناموں کے اندراج نے اسے خاصا دلچسپ بنا دیا ہے، ناموں کی کھتونی میں غزل کی چاشنی کی تلاش تو فضول ہے، لیکن ناشاد نے اسے تاریخی غزل کا نام دیا ہے، اور بڑی حد تک کوشش کی ہے کہ غزل کا لب ولہجہ باقی رہے، ناموں کی کھتونی کے باوجود ان میں تغزل ہے سلاست ہے، روانی ہے اس لئے مطالعہ میں شاق نہیں ہے۔ وفیات عطا کاکوی اور شریک حیات مرحومہ شہناز آرا کے نام ہیں، متفرقات میں ''نذر'' کچھ زیادہ ہی ہے، مہاتما گاندھی، مظہر امام، اہل گورکھپور، منشی پریم چند، سجاد ظہیر، شاد عظیم آبادی، سہیل عظیم آبادی، حفیظ جالندھری، شاداں فاروقی، رام دھاری سنگھ دنکر میں سے ہر ایک کے نام چار چار مصرعے نذر کیے گیے، بعض شعراء کے سانحۂ ارحال پر بھی چار مصرعے رخت سفر میں شامل ہیں، علامہ جمیل مظہری، جوش ملیح آبادی، فراق گورکھپوری، ہیرانند سوزان افراد میں ہیں جن کی وفات پر قطعات کہے گیے ہیں، (بقیہ صفحہ:۱۴رص پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

ایک صحابی کا قرآن مجید سے عشق ومحبت: ایک زمانہ تھا، جب مسلمان قرآن کریم کے الفاظ سیکھنے کے لئے محنتیں اور مشقتیں اور قربانیاں دیا کرتے تھے، صحیح بخاری میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک صحابی عمرو بن سلمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں اس وقت بچہ تھا اور میرا گاؤں مدینہ منورہ سے بہت فاصلے پر تھا، میرے قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی دولت قرآن کریم ہے مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میں قرآن کریم کے الفاظ یاد کروں، اس کا علم سیکھوں، لیکن پوری بستی میں قرآن کریم پڑھانے والا کوئی نہیں تھا اور قرآن کریم سیکھنے کا کوئی انتظام نہیں تھا، چنانچہ میں یہ کرتا کہ میری بستی کے باہر قافلوں کے گزرنے کا جو راستہ تھا، روزانہ صبح کے وقت وہاں جا کر کھڑا ہو جاتا، جب کوئی قافلہ گزرتا تو میں پوچھتا کہ کیا قافلہ مدینہ منورہ سے آیا ہے؟ جب قافلے والے بتاتے کہ ہم مدینہ منورہ سے آئے ہیں تو پھر ان سے درخواست کرتا کہ آپ میں سے کسی کو قرآن کریم کا کچھ حصہ یاد ہو تو مجھے سکھا دیں، جن کو یاد ہوتا ان سے وہ حصہ یاد کر لیتا، یہ میرا روزانہ کا معمول تھا، اس طرح چند مہینوں کے اندر میں اپنی بستی میں سب سے زیادہ قرآن کریم کا یاد کرنے والا ہوگیا اور سب سے زیادہ سورتیں مجھے یاد تھیں، چنانچہ جب میری بستی میں مسجد کی تعمیر ہوئی اور امامت کے لئے کسی کو آگے بڑھانے کا وقت آیا تو لوگوں نے مجھے آگے کر دیا، اس لئے کہ سب سے زیادہ قرآن کریم مجھے یاد تھا۔

بہر حال، اس طرح لوگوں نے محنت اور مشقت کر کے قرآن کریم حاصل کیا اور انہی کی محنت اور جد وجہد کا نتیجہ ہے کہ آج ''الحمدللہ'' یہ قرآن کریم بفضلہٖ تعالیٰ صحیح شکل وصورت میں موجود ہے اور نہ صرف الفاظ بلکہ معانی بھی محفوظ ہیں، آج الحمدللہ پورے اطمینان کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم کی وہ صحیح تفسیر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک اور صحابہ کرام سے لے کر ہم تک پہنچتی ہے وہ اپنی صحیح شکل وصورت میں محفوظ ہے، اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس کے الفاظ کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے اسی طرح اس کے معانی کا بھی انتظام فرمایا ہے۔

تم پہلے لشکر میں شامل ہو: حضرت انسؓ کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی رشتہ دار تھیں، ایک روز آپؐ اُن کے گھر میں دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے کہ اچانک بیدار ہوئے تو آپ کے چہرہ مبارک پر تبسم تھا، حضرت ام حرام نے تبسم کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ ''خواب میں مجھے اپنی امت کے وہ لوگ دکھائے گئے جو جہاد کے لیے سمندر کی موجوں پر اس طرح سفر کریں گے جیسے تخت پر بادشاہ بیٹھے ہوں، حضرت ام حرام نے عرض کیا کہ 'یارسول اللہ! دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی شامل فرمائے'' آپؐ نے دعا فرما دی اور دوبارہ محو خواب ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر بیدار ہوئے تو دوبارہ چہرہ مبارک تبسم سے کھلا ہوا تھا، حضرت ام حرام نے دوبارہ وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ ''میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر (روم) کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا، اس کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے'' حضرت ام حرام نے دوبارہ دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ اس لشکر میں مجھے بھی شامل فرمالے۔ لیکن اس مرتبہ آپ نے جواب دیا کہ ''نہیں! تم پہلے لشکر میں شامل ہو'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دونوں بشارتیں اس طرح پوری ہوئیں کہ حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ نے قبرص پر حملہ کیا، یہ تاریخ اسلام میں پہلی بحری مہم تھی، اور اس میں حضرت ام حرام نے اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت کے ساتھ لشکر میں شامل ہوئیں۔ یہ جنگی مہم اس لحاظ سے کامیاب رہی کہ اہل قبرص نے مسلمانوں سے صلح کر لی، اور جب واپس ہونے لگے تو حضرت ام حرام ایک گھوڑے پر سوار ہونا چاہتی تھیں کہ اچانک گھوڑا بدک گیا، اور اس نے آپ کو زمین پر گرا دیا، آپ اس زخم سے جان بر نہیں ہو سکیں، اور وہیں پر جام شہادت نوش کیا۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد: حدیث نمبر: ۲۷۹۹: ۲۹۲۴)

اس کے بعد جب حضرت معاویہ خلیفہ بنے تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کیا۔ اس حملے میں بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے، جن میں حضرت ابو ایوب انصاری بھی داخل ہیں، یہ مسلمانوں کی طرف سے قسطنطنیہ کا پہلا محاصرہ تھا، جو کافی مدت جاری رہا، اور حضرت ابو ایوب انصاری اسی محاصرے کے دوران بیمار ہو کر وفات پا گئے، اور قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے، اس محاصرے میں قسطنطنیہ فتح نہ ہو سکا، اور لشکر واپس آ گیا۔ (جہان دیدہ: ۳۱۹)

جنت کے اندر بازار: ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعید بن مسیّبؒ جو بڑے درجے کے تابعین میں سے ہیں اور بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے استاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن کسی بازار میں چلا گیا، ان کو کوئی چیز خریدنی تھی، چنانچہ بازار جا کر وہ چیز خرید لی۔ جب بازار سے واپس لوٹنے لگے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے سعد! میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں دونوں کو جنت کے بازار میں جمع کر دے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان دیکھئے کہ وہ ہر آن اور ہر لمحے آخرت کی کوئی نہ کوئی بات ادنی سی مناسب سے نکال کر اس کے دھیان کو اور اس کے ذکر کو تازہ کرتے رہتے تھے۔ تاکہ دنیا کی مشغولیات انسان کو اس طرح اپنے اندر مشغول نہ کر دیں کہ انسان آخرت کو بھول جائے۔ لہٰذا دنیا کا کام کر رہے ہیں، بازار میں خریداری کر رہے ہیں، اور خریداری کے دوران شاگرد کے سامنے یہ دعا کر دی۔

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟ اس لیے کہ ہم نے سنا ہے کہ جنت میں ہر چیز مفت ملے گی۔ اور بازار میں خرید وفروخت ہوتی ہے۔ جواب میں حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ وہاں پر بھی بازار ہوں گے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر جمعہ کے دن جنت میں اہل جنت کے لیے بازار لگا کرے گا۔ پھر اس کی تفصیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے، اور خوب عیش وآرام سے زندگی گزار رہے ہوں گے اور وہاں ان کو اتنی نعمتیں دی جائیں گی کہ وہاں سے کہیں اور جانے کا تصور بھی نہیں کریں گے۔ تو اچانک یہ اعلان ہوگا کہ تمام اہل جنت کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر آ جائیں۔ اور ایک بازار کی طرف چلیں۔ چنانچہ اہل جنت اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر نکلیں گے اور بازار کی طرف چل پڑیں گے۔ وہاں جا کر ایک ایسا بازار دیکھیں گے جس میں ایسی عجیب وغریب اشیاء نظر آئیں گی جو اہل جنت نے اس سے پہلے کبھی دیکھی نہیں ہوں گی، اور ان اشیاء میں دکانیں بھی ہوں گی لیکن خرید وفروخت نہیں ہوگی بلکہ یہ اعلان ہوگا کہ جس اہل جنت کو جو چیز پسند ہو وہ دکان سے اٹھا لے اور لے جائے۔ چنانچہ اہل جنت ایک طرف سے دوسری طرف بازار میں دکانوں کے اندر عجیب وغریب اشیاء کا نظارہ کرتے ہوئے جائیں گے اور ایک سے ایک نعمت ان کو نظر آئے گی۔ اور جس اہل جنت کو جو چیز پسند آئے گی وہ اس کو اٹھا کر لے جائے گا۔

جب بازار کی خریداری ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوگا کہ اب سب لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک اجتماع ہوگا، اور یہ کہا جائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ جب دنیا میں تم رہتے تھے تو وہاں جمعہ کا دن آیا کرتا تھا تو تم لوگ جمعہ کی نماز کے لیے اپنے گھروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے، تو آج جمعہ کے اجتماع کا بدل جنت کے اس اجتماع کی صورت میں عطا فرما رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا دربار لگا ہوا ہے وہاں پر حاضر ہونے کی دعوت دی جا رہی ہے، چنانچہ تمام اہل جنت اللہ تعالیٰ کے اس دربار میں پہنچیں گے۔ اس دربار میں ہر شخص کے لیے پہلے سے کرسیاں لگی ہوں گی، کسی کی کرسی جواہر سے بنی ہوگی، کسی کی کرسی سونے سے بنی ہوگی، کسی کی کرسی موتیوں سے بنی ہوں گی۔ جو شخص جتنا اعلیٰ درجے کا ہوگا اس کی کرسی اتنی ہی شاندار ہوگی، ان پر اہل جنت کو بٹھایا جائے گا۔ اور ہر شخص اپنی کرسی کو اتنا اچھا سمجھے گا کہ اس کو یہ حسرت نہیں ہوگی کہ کاش مجھے ویسی کرسی مل جاتی جیسے فلاں شخص کی کرسی ہے، کیوں کہ اس جنت کے عالم میں غم اور حسرت کا کوئی تصور نہیں ہے، اس لیے اس کو عمدہ کی خواہش ہی نہیں ہوگی۔

اور جنت میں جو سب لوگ ہوں گے ان کے لیے کرسیوں کے ارد گرد مشک وعنبر کے ٹیلے ہوں گے، ان ٹیلوں پر ان کی نشستیں مقرر ہوں گی اس پر ان کو بٹھا دیا جائے گا، جب سب اہل جنت اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں گے تو اس کے دربار خداوندی کا آغاز اس طرح ہوگا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام (جنہوں نے قیامت کا صور پھونکا تھا) سے اللہ تعالیٰ ایسے لحن میں اپنا کلام اور نغمہ سنوائیں گے کہ ساری دنیا کے لحن اور موسیقیاں اسکے سامنے ہیچ اور کمتر ہوں گے۔

نغمہ اور کلام سنوانے کے بعد آسمان پر بادل چھا جائیں گے جیسے گھٹا آ جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوگا کہ اب بارش ہونے والی ہے، لوگ ان بادلوں کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اتنے میں تمام اہل دربار کے اوپر مشک اور زعفران کا چھڑکاؤ ان بادلوں سے کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں خوشبو سے پورا دربار مہک جائے گا اور وہ خوشبو ایسی ہوگی کہ اس سے پہلے نہ کسی نے سونگھی ہوگی اور نہ اس کا تصور کیا ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ہوا چلے گی اور اس ہوا کے چلنے کے نتیجے میں ہر انسان کو ایسی فرحت اور نشاط حاصل ہوگا کہ اس کی وجہ سے اس کا حسن وجمال دوبالا ہو جائے گا، اس کی صورت اور اس کا سراپا پہلے سے کہیں زیادہ حسین اور خوب صورت ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا مشروب تمام حاضرین کو دیا جائے گا۔ وہ مشروب ایسا ہوگا کہ دنیا کی مشروب سے اس کو تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے جنت والو! یہ بتاؤ کہ دنیا میں جو ہم نے تم سے وعدہ کئے تھے کہ تمہارے اعمال صالحہ اور ایمان کے بدلے میں ہم تمہیں فلاں فلاں نعمتیں دیں گے، کیا وہ ساری نعمتیں تمہیں مل گئیں یا کچھ نعمتیں باقی ہیں؟

تو سارے اہل جنت بیک زبان ہو کر عرض کریں گے کہ یا اللہ! ان سے بڑی نعمت اور کیا ہوگی جو آپ نے ہمیں عطا فرما دی ہیں، آپ نے تو سارے وعدے پورے فرما دیئے، ہمارے تمام اعمال کا بدلہ ہم کو مل گیا، ساری نعمتیں ہم کو عطا فرما دیں، اب اس کے بعد ہمیں کسی نعمت کی خواہش نظر نہیں آتی ساری راحتیں حاصل ہوگئیں، ساری لذتیں حاصل ہوگئیں، اب اور کیا نعمت باقی ہے؟ لیکن روایت میں آتا ہے کہ اس وقت بھی علماء کام آئیں گے، چنانچہ لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے کہ آپ بتائیں کہ کونسی نعمت ایسی ہے جو ابھی باقی رہ گئی ہے اور ہمیں نہیں ملی ہے؟ چنانچہ علماء بتائیں گے کہ ایک نعمت باقی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے مانگو اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا دیدار۔ چنانچہ تمام اہل جنت بیک زبان ہو کر عرض کریں گے کہ یا اللہ، ایک عظیم نعمت تو ابھی باقی ہے، وہ ہے آپ کا دیدار۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہاں تمہاری یہ نعمت باقی ہے، اب تمہیں اس نعمت سے سرفراز کیا جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی جلوہ تمام اہل جنت کو دکھائیں گے۔ اور اس جلوہ کو دیکھنے کے بعد ہر اہل جنت ہی محسوس کرے گا کہ ساری نعمتیں جو اس سے پہلے دی گئی تھیں وہ اس عظیم نعمت کے آگے، ہیچ در ہیچ ہیں، اس سے بڑی نعمت کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ دیدار کی نعمت سے سرفراز ہونے کے بعد اس دربار کا اختتام ہوگا۔ اور پھر تمام اہل جنت اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس چلے جائیں گے۔

جب وہ اہل جنت اپنے ٹھکانوں پر واپس پہنچیں گے تو ان کی بیویاں اور حوریں ان سے کہیں گی کہ آج کیا بات ہوئی کہ آج تمہارا حسن وجمال پہلے سے کہیں زیادہ ہو چکا ہے۔ آج تو تم بہت حسین وجمیل بن کر لوٹے ہو۔

جواب میں اہل جنت اپنی بیویں سے کہیں گے کہ ہم تمہیں جس حالت میں چھوڑ کر گئے تھے، تم اس سے کہیں حسین وجمیل اور خوبصورت نظر آ رہی ہو، حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں کے حسن وجمال میں اضافہ اس خوشگوار ہوا کی بدولت ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے چلائی تھی۔

بہر حال، یہ جنت میں جمعہ کے دن کے اجتماع اور دربار خداوندی کی ایک چھوٹی سی منظر کشی ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں کی عطا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس کا کچھ عطا فرما دے۔ آمین (خطبات، ج: ۹)

Scanned with CamScanner

مدارس اسلامیہ کی حفاظت کے لئے کوشش کرتے رہیے

حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ امیر شریعت سابع

اسلام میں سب سے پہلے جس چیز کی تعلیم دی گئی ہے، وہ ہے، ''پڑھئے''، پہلی وحی کا پہلا لفظ ''اقرأ'' پڑھئے ہے، اسی لیے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں جہاں نماز پڑھنا دشوار تھا، پڑھنے لکھنے کا انتظام کیا، اور بعض گھروں میں قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اہتمام چھپ چھپ کر ہونے لگا، حضرت ارقمؓ کے گھر ''دارارقم'' کو اسلامی تاریخ میں اسی وجہ سے اہمیت حاصل ہے، ہجرت کے بعد مدینہ پہونچ کر بھی آپ نے سب سے پہلے عبادت کے لیے خدا کا گھر (مسجد نبوی) کی تعمیر فرمائی، اور پھر اس کے بازو میں ایک چبوترہ ''صفہ'' تعمیر کرایا، تاکہ قرآن مجید کی تعلیم کا معقول بندوبست ہو، اور اصحاب رسول قرآنی تعلیمات کو حاصل کرکے دنیا میں اسے روشناس کراسکیں۔

اسی صفہ سے ''مدارس اسلامیہ'' کا شجرۂ نسب ملتا ہے، اور ہر مدرسہ چاہے وہ جھونپڑی میں ہو، یا چھت کے مکان میں، دنیا کے جس خطہ میں ہو، اس کی بلند نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ مدرسہ صفہ سے قائم ہے، اور مدرسہ میں پڑھنے والے ہر طالب علم کو دنیا کے پہلے متعلم صحابہ اور پڑھانے والے معلم کو دنیا کے پہلے معلم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہے، اور یہ نسبت قابل فخر ہے۔

مدرسوں کے قیام کا مقصد: مدرسوں کے قائم کرنے کا سلسلہ جیسا کہ ظاہر ہے، اس لیے قائم ہے، کہ ایسی جماعت ہر خطے اور آبادی میں تیار ہو، جسے دین میں مہارت حاصل ہو اور ہر دور میں احکام الٰہی کی تشریح وتوضیح کا کام ہوتا رہے، سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۲ رمیں بھی اس بات کی طرف امت مسلمہ کو توجہ دلائی گئی ہے، ''ہر فرقہ میں ایک جماعت ہونی چاہئے جو دین میں تفقہ'' ''درک'' حاصل کرے، اور پھر اپنے علاقہ اور خطہ میں جاکر دین کے احکام بتائے، اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائے، چنانچہ مدرسوں کی بدولت ایسے افراد یا جماعت ہر دور میں رہی ہے، جو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زندگی میں آنیوالی مشکلات اور مسائل کا حل پیش کرتی رہی ہے، اور دین پر چلنے کا مزاج اور ذہن تیار کیا جاتا رہا ہے، خاص طور سے ان ملکوں میں جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے، اور مسلمان اقلیت میں ہیں، ایسے ملکوں کے بارے میں یہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے، کہ جو دینی وعلمی فضا قائم ہے، وہ انہیں مدارس کی دین ہے۔

مدرسوں کی اہمیت اور اس پر حملہ: مدرسوں کی اہمیت مسلم سماج کے لیے مسلّم ہے، مگر مسلم سماج میں اسے جتنی اہمیت دی جانی چاہئے تھی، نہیں دی گئی، البتہ اسلام کے دشمنوں نے اسے خوب پہچانا اور انہوں نے پوری گہرائی سے اس کا جائزہ لیا، کہ کس طرح مدرسوں کو بدنام کیا جائے، اور اس کی افادیت کو ناکام بنایا جائے، چنانچہ مختلف انداز میں یہ کوشش کی گئی، جس کا سلسلہ آج بھی قائم ہے، پہلے بعض شرپسند عناصر اور اخبارات کے ذریعہ مدرسوں کو بدنام کیا گیا، ملحقہ غیر ملحقہ، تسلیم شدہ غیر تسلیم شدہ مدرسہ کا مسئلہ کھڑا کیا گیا، پھر داخلی سلامتی سے متعلق رپورٹ میں مدارس اسلامیہ کو دہشت گردی کا مرکز قرار دیا گیا، جس کے خلاف خانقاہ رحمانی مونگیر میں ''ناموس مدارس اسلامیہ کنونشن'' منعقد ہوا، اور ہزاروں علماء، مدارس کے ذمہ داروں، دانشوروں اور سیکولر ذہن رکھنے والے سیاسی لیڈروں کو جمع کرکے حالات کی نزاکت سے باخبر کیا گیا، اور رائے عامہ بیدار کی گئی، جس سے مدارس پر حملہ کی دھار کند ہوئی، اور مدارس کی حمایت میں ہر چہار طرف سے آواز بلند ہونے لگی، پھر ''مرکزی مدرسہ بورڈ'' کا ہوا کھڑا کیا گیا، اور مدرسہ جدید کاری کے نام پر مدرسہ سے قرآن وحدیث کی تعلیم کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی، اور یہ بات بڑے زور وشور کے ساتھ غیروں کے ذریعہ کم اور اپنوں کے ذریعہ زیادہ پھیلائی گئی کہ مدرسوں میں پڑھنے والے طالب علموں کا مستقبل تاریک ہے، وہ پڑھ کر کیا کریں گے، انہیں فٹر، پلمبر اور بڑھئی بن جانے کا مشورہ دیا گیا، یہی نہیں مدرسوں سے عوام کا رابطہ کمزور کرنے کی کوشش کی گئی، مدارس کے کردار کو عوام میں مشکوک بناکر پیش کیا گیا، اور یہ سب اس لیے کیا گیا کہ مدارس بند ہوجائیں، اور جو دینی غذا وہاں سے مسلمانوں کو فراہم کی جارہی ہے، اس کی سپلائی بند ہوجائے، اور مسلمان سب کچھ رہیں، مسلمان نہ رہیں۔

قانون کی راہ سے حملہ: مدارس کو بند کرنے اور کمزور کرنے کی کوشش جب کامیاب نہ ہوسکی، تو قانون کی راہ سے غیر محسوس حملہ کیا گیا، اور تعلیم کے نام پر مسلمانوں کا تعلیمی ادارہ ''مدارس اسلامیہ'' کے بند کرنے کا سامان کیا گیا، آرٹی ای ایکٹ میں ایسی شق رکھی گئی، جس کے دائرے میں آکر مدارس اسلامیہ بند ہوجائے، مگر مسلم پرسنل لا بورڈ کے بینر تلے پورے ملک کے مسلمانوں نے احتجاج بلند کیا، اور اپنے بے نظیر اتحاد کا مظاہرہ کیا، راقم السطور کی سرکردگی میں پورے ملک کا علماء پر مشتمل وفد کا دورہ ہوا، رائے عامہ بنی، تو یہ کوشش بھی ناکام ہوئی، اور حکومت کو ایکٹ میں ترمیم پر مجبور ہونا پڑا۔

مدرسوں کی حفاظت کا وعدہ: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ سب سے آخری کتاب ہے، جو دوسری آسمانی کتابوں کی طرح صرف اللہ کی کتاب نہیں، اللہ کا کلام بھی ہے، یعنی کتاب بھی اللہ کی اور بول بھی اللہ کے۔ چونکہ اللہ کی طرح اللہ کے کلام کو زوال نہیں ہے، اس لیے یہ ہر حال میں محفوظ ہے، اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے، انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون. ہم نے ذکر (قرآن مجید) نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (سورۃ الحجر) قرآن مجید کے لفظوں کی حفاظت کے لیے اللہ نے یہ انتظام کیا ہے، کہ حفاظ کی جماعت تیار ہو، چنانچہ ہر دور میں قرآن مجید کے حفاظ بڑی تعداد میں دنیا کے ہر خطہ میں ہر عمر کے لوگ رہے ہیں، جنہوں نے اللہ کے فضل سے اپنے سینے میں قرآن مجید کو بسایا اور جب جیسی نوبت آئی قرآن مجید کے حفظ سنانے کا انہوں نے عملی مظاہرہ کیا، اور یہ مظاہرہ روز ہوتا رہتا ہے، اس لیے ان مدرسوں کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ نے لے رکھا ہے—اسی طرح قرآن مجید کی تشریح کے لیے علماء کی جماعت بھی مدرسوں میں تیار ہوتی ہے، اللہ کو چونکہ ایسے افراد کی بھی ضرورت ہے، جو ہر دور میں قرآن مجید کی تشریح کرکے احکام الٰہی کو اس کے بندوں تک پہونچا سکے، اس لیے بھی مدرسے خدا کی نگاہ میں محبوب ہیں، اور اللہ ان کی حفاظت کررہا ہے، اس لیے جب تک دنیا قائم ہے، اس روئے زمین پر مدرسے بھی قائم رہیں گے، اور خدا کے کلام کی حفاظت کا ذریعہ بنے رہیں گے، اور وہی امت خدا کی اس سرزمین پر سرخرو اور سرفراز رہے گی، جن کے دلوں میں مدرسوں سے محبت اور مدرسہ میں پڑھنے والے طلبہ اور پڑھانے والے اساتذہ سے الفت رہے گی، ورنہ اللہ تعالیٰ استبدال قوم کرے گا، مدرسوں سے نفرت رکھنے والی قوم کے مقابلہ میں دوسری قوم لائے گا، جو مدرسوں کی ترقی اور سربلندی کے لیے ہر دم کوشاں رہے گی۔

مسلمانوں کی ذمہ داری! اس لیے اپنے ایمان کی بقا اور اپنے وجود کو مستحکم کرنے کے لیے مدارس اسلامیہ کی حفاظت اور سربلندی کے لیے کوشش کرتے رہنا ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری ہے، مدرسہ میں پڑھانے والے اساتذہ اور مدارس کے منتظمین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مدارس کی حفاظت کے لیے سربکف رہیں، حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوجائیں، مدارس اسلامیہ کی حفاظت اور سربلندی کے لیے کام کرتے رہنا اپنا فرض سمجھیں اور مدارس اسلامیہ کے خلاف چلائی جانے والی ہر مہم کا ہر سطح پر جواب دیں، اور پورے اخلاص کے ساتھ رسول کی اس امانت اور بزرگوں کی وراثت کو آگے بڑھائیں، خیال رہے، کہیں کوئی لالچ قدم کو ڈگمگا نہ دے، کوئی خوف لرزش نہ پیدا کردے، اور کوئی مخالف طاقت مدارس کی حفاظت سے منہ موڑ کر بھاگنے پر مجبور نہ کردے۔

طلبہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ پوری یکسوئی کے ساتھ دین میں مہارت حاصل کرنے میں لگے رہیں، وہ یہ سمجھیں، کہ خدا نے قرآن مجید کے لفظوں کی حفاظت اور اس کی تشریح کے لیے انہیں منتخب کیا ہے، جو اعزاز دنیا میں کسی اور جماعت کو حاصل نہیں ہے، وہ انہیں حاصل ہے، دنیا کے بازاروں میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، مگر خدا کے دربار میں اس کا بڑا مقام ومرتبہ ہے، اللہ تعالیٰ ان میں صبر، قناعت، خودداری جیسی بیش قیمتی صفات رکھ دی ہیں، انہیں زمین والوں کے لیے پانی اور ہوا کی طرح آسانی سے مل جانے والی قیمتی شئی بنایا ہے، تاکہ وہ خدا کی مخلوق کو خوب سے خوب فائدہ پہونچائیں —— ایک بڑی تعداد چاہتی ہے کہ انہیں اپنے لیک سے ہٹا دیا جائے، تاکہ وہ اپنے اندر دینی مہارت نہ پیدا کرسکیں، اور خدا کے محبوب بندوں کی صف سے باہر ہوجائیں، اس کے لیے انہیں محبت آمیز لہجے میں ہمدرد بن کر بلا طلب مشورے دیئے جاتے ہیں اور وہ سب کچھ پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے، جس سے وہ کچھ بن سکیں، یا نہ بن سکیں، عالم دین اور ماہر دین نہیں بن سکیں گے، انہیں ایسے نام نہاد ہمدردوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، اور پوری توجہ، یکسوئی، لگن، اخلاص اور محنت کے ساتھ علوم دینیہ میں مہارت حاصل کرنے میں یہ سمجھ کر لگے رہنے کی ضرورت ہے کہ وہ سب سے اہم علم حاصل کررہے ہیں، ان کا علم، علم نبوت ہے، اور علم حاصل کرنے کے بعد سب سے بڑا کام انجام دیں گے، جو کار نبوت ہے، تخصص کے اس دور میں وہ دین میں تخصص کررہے ہیں، اگر ایک ڈاکٹر، انجینئر اور افسر سماج کی ضرورت ہے، تو سماج اور معاشرے کے لئے ماہر دین کی بھی ضرورت ہے، اور اس کے بغیر نہ سماج کی گاڑی چل سکتی ہے، نہ ملک وملت کی۔ عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مدارس کی عظمت کو سمجھیں، اسے عظمت کے ساتھ اپنے کاندھے پر اٹھائے رکھیں، اس پر تنقید وتبصرے کرکے اپنی آخرت ہرگز برباد نہ کریں۔ مدارس کے تعلق کو عام مسلمانوں سے کمزور کرنے کے لیے اس کے کردار کو مشکوک بناکر پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اور ہر وہ طریقہ اپنایا جارہا ہے، جس سے مدارس اور عوام کے درمیان تعلقات کمزور ہوجائیں، اور مدارس اسلامیہ سے جو علمی ودینی فائدے مسلمانوں کو پہونچ رہے ہیں، ان کا سلسلہ ختم ہوجائے۔

آخر مدرسہ ہی نشانہ پر کیوں؟ یہ کوئی ہمارے صوبہ اور ملک کا مسئلہ نہیں ہے، عالمی سطح پر بہت غور وفکر کے بعد اسلام کے دشمنوں نے یہ منصوبہ بند سازش رچی ہے، تجربہ نے ان پر واضح کیا ہے، کہ مسلمانوں میں ایمانی جذبہ بیدار رکھنے اور دینی شعور بلند کرنے میں مدارس اسلامیہ کا اہم کردار ہے، اور یہی وہ سرچشمہ ہے، جس سے دینی غذا فراہم کی جاتی ہے، اس لیے جڑ پر ہی حملہ کیا جائے، تنے خود بخود ختم ہوجائیں گے، اور پھر درخت پر پھل پھول آنے بھی بند ہوجائیں گے، ہمیں اس دوررس سازش کو سمجھنا ہوگا، اور مدارس اسلامیہ کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے اپنے دل میں مدرسوں میں پڑھنے والے بچوں کے لیے محبت پیدا کرنی ہوگی، ان کے ساتھ اپنے بچوں کیطرح شفقت سے پیش آنا ہوگا، وہاں کے اساتذہ و منتظمین سے قربت اور قرابت دونوں بڑھانی ہوگی، اور ان حضرات کو اپنا محسن سمجھ کر شکر گذار بننا ہوگا، کیونکہ یہی جماعت ہے، جو ملت کی تراش وخراش کرتی ہے اور دینی تعلیم وتربیت کرکے دین کا ماہر تیار کررہی ہے، اور اس کے لیے کوئی بڑی رقم نہیں لیتی، گذر اوقات کے لیے جو مل جاتا ہے، اس پر صبر کرلیتی ہے۔ مدرسہ کی عمارتوں کو اپنے گھر سے زیادہ عزیز اور اس کا خیال یہ سمجھ کر رکھنا ہوگا، کہ یہ ادارے ہی ہماری پہچان ہیں۔

ایک اور نیک بنیں: حالات سخت ہیں، مدارس اسلامیہ دشمنوں کی نگاہوں میں کھٹک رہے ہیں، انہیں کمزور کرنے اور بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے، اور اس کے لیے مسلمانوں کو مسلک ومشرب میں بانٹا جارہا ہے، ہمیں مدارس کی حفاظت اور ترقی کے لیے ایک بن کر اور نیک بن کر سامنے آنا چاہئے، پوری جرأت، ہمت، استقلال اور تدبیر کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے، کوئی سیاسی نزاکت، کوئی علاقائی اور مسلکی عصبیت راہ میں آڑے نہ آنے پائے، اس لیے کہ یہ کسی علاقہ، مسلک اور پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری ملت کا مسئلہ ہے اور پوری ملت کی ایمان کی سلامتی کا مسئلہ ہے،

مدرسہ والوں کو بھی سونچنا چاہئے! مدارس کے ذمہ داروں کو بھی، مدارس کو اور فعال اور کارگذار بنانا چاہئے، اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی نیت سے افراد سازی کا کام کرنا چاہئے، اور ایسے ماہر علماء وحفاظ کی جماعت تیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو پختہ صلاحیت کے ہوں، اور دین کے احکام کی تشریح کرسکیں، جامعہ رحمانی مونگیر میں دو سال پہلے سے اس طرف خاص توجہ دی گئی ہے، اور ''قرآن فہمی'' کا پروگرام شروع کیا گیا ہے، اس کے تحت درجہ حفظ کے طلبہ کو بھی قرآن مجید یاد کرانے کے ساتھ ساتھ عربی سکھائی جارہی ہے، تاکہ حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے ترجمہ پر انہیں بھی قدرت حاصل ہو، اس کے لیے باضابطہ اساتذہ بحال کیے گئے ہیں، لیب تیار کیا گیا ہے، اور ایک مشکل پروگرام کو کامیاب بنانے کی محنت جاری ہے۔ یقیناً ہمارا موضوع قرآن مجید ہے، اس لیے مدارس اسلامیہ کے طلبہ میں کم سے کم اتنی صلاحیت پیدا کرنا ارباب مدارس کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن مجید کا براہ راست ترجمہ کرسکیں، اور قرآن مجید میں مہارت پیدا کرکے دین کے احکام لوگوں تک پہونچا سکیں، اگر مدارس میں ایسے طلبہ تیار نہیں ہورہے ہیں، یا کم ہورہے ہیں، تو ہم مدارس کے ذمہ داروں کو سونچنا چاہئے اور اس طرف متوجہ ہونا چاہئے، اور اس بڑی کمی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، خدا ہمارا حامی وناصر ہو۔

(ماخوذ: مدارس اسلامیہ اور ہماری ذمہ داریاں، مرتب حافظ محمد امتیاز رحمانی)

Scanned with CamScanner

ملت کا سرمایہ نوجوان طبقہ

مولانا محمد الیاس گھمن

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے تین مراحل ذکر فرمائے ہیں: ''اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری پیدائش کی ابتداء کمزوری سے کی، پھر کمزوری کے بعد طاقت (جوانی) عطا فرمائی، پھر طاقت کے بعد (دوبارہ) کمزوری اور بڑھاپا طاری کردیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی وہ ذات ہے جس کا علم اور قدرت کامل ہیں''۔ (سورۃ الروم، آیت نمبر 54) انسان کی زندگی جن تین حصوں میں تقسیم ہے ان میں جوانی کا زمانہ درمیان میں آتا ہے۔ جس سے اعتدال کا اشارہ ملتا ہے کیونکہ بچپن میں شعور نہیں ہوتا اور بڑھاپے میں قوت نہیں ہوتی جبکہ جوانی ان دونوں وصفوں کا حسین امتزاج ہوتی ہے، شعور اور قوت مل کر ہی علم وعمل کی راہیں ہموار کرتی ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے نوجوانوں کے لیے ایسے لفظ کا انتخاب فرمایا ہے جس میں عقل وشعور کی پختگی کے ساتھ جسم وجان کی مضبوطی کا معنی بھی پایا جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے: اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اس کے بعد اگر تم یہ محسوس کرو کہ ان میں عقل وشعور کی پختگی آچکی ہے تو ان کے مال انہی کے حوالے کردو۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر 6) جوانی کا زمانہ چونکہ ہر اعتبار سے اپنے اندر پختگی اور اعتدال رکھتا ہے جس سے نوجوانوں کو اس بات کی تعلیم ملتی ہے کہ وہ عقائد ونظریات میں پختگی جبکہ اعمال ومعاملات میں اعتدال سے کام لیں۔ اس کی طرف علامہ محمد اقبالؒ مرحوم یوں رہنمائی کرتے ہیں:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں میں خودی صورت فولاد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا بڑا حصہ نوجوانوں کے نصیب میں آیا ہے کیونکہ ہر قوم کا سرمایہ نوجوان ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے حکم کے مطابق دین اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو جوان طبقے کو اس طرف بلایا اور نوجوانوں کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس پر لبیک کہا۔

جوانی ... اتنا قیمتی زمانہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے ''غنیمت'' قرار دیا ہے، گناہوں سے حفاظت کی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، قیامت کے دن اس زمانے کی اہمیت کی وجہ سے اس کا سوال ہوگا کہ اسے کیسے خرچ کیا اور جو بندہ اس زمانے میں اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ کریم قیامت والے سخت دن میں اسے ''سایہ رحمت'' نصیب فرمائیں گے۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! نوجوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو فقر وتنگدستی سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (مستدرک حاکم) جوانی مستانی اور جوانی دیوانی کا نعرہ لگانے والے نوجوان حدیث مبارک میں غور فرمائیں کہ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جاننا کس لحاظ سے ہے؟ آیا موج مستی، فضول، ناجائز، واہیات اور حرام کاموں میں جوانی کو برباد کرنا اور آخرت میں عذاب سے دوچار ہونا یا پھر اس زمانے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرکے اللہ کے انعام کا مستحق ہونا۔ اس لئے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ حضرت عبداللہ کے پاس ہوا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نوجوانوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور شادی کرلے، اس سے بدنظری (جیسے کبیرہ گناہ سے) حفاظت ہوتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص شادی کی قدرت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کے لیے ڈھال کا کام دیتے ہیں''۔ (صحیح بخاری) کیونکہ انسان جب جوان ہوتا ہے تو اس میں شہوت پیدا ہوتی ہے اگر اس کو جائز طریقے سے پورا نہ کیا جائے تو پھر بدنظری، حرام تعلقات، جنسی گناہ اور بدکاری وجود میں آتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عزت وآبرو، حیا وتقدس، پاکدامنی وشرافت اور خاندانی نظام کی چولہیں ہل جاتی ہیں۔ ان گناہوں کا زیادہ تر تعلق چونکہ جوانی کے زمانے کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں انسانی فطرت کے صحیح استعمال کا حکم دیا ہے۔ یاد رکھیے کہ قیامت میں سوال ہوگا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن کوئی بندہ اس وقت تک اپنا پاؤں نہیں اٹھا سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے سوال نہ کرلیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں خرچ کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور علم کے بارے میں کہ اس پر کتنی حد تک عمل کیا''۔ (جامع ترمذی) معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بطور خاص جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر جوانی کو گناہوں کے بجائے نیکیوں میں خرچ کیا ہوگا اور جوانی میں خوب اللہ کی عبادت کی ہوگی تو اللہ رب العزت ایسے نوجوان کو قیامت والے دن جب ہر طرف گرمی اور تپش ہوگی ایسے وقت میں سایہ نصیب فرمائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی طرف سے سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران، ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں ہی لگا رہتا ہو، وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، اسی کی خاطر ملیں اور اسی کی خاطر جدا ہوں، وہ آدمی جسے کوئی بڑے خاندان والی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے مگر وہ اس سے کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ آدمی جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی اس کے صدقے کا علم نہیں ہوتا۔ یعنی چھپا کردے اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں''۔ (صحیح بخاری) لہٰذا ہمیں کبھی تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچنا چاہیے اور بار بار سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن کی ہولناکی کس قدر ہوگی، اللہ کا جلال، غیظ وغضب اور غصہ ہوگا، تپش، گرمی کی شدت اور ساری انسانیت کے سامنے ذلت ورسوائی۔ اللہ معاف فرمائے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو سایہ عطا فرمائیں گے جس نے اپنی جوانی کو اللہ کی عبادت میں گزارا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام مخلوق میں اللہ کے ہاں سب سے محبوب وہ نوجوان ہے جو سیرت کے اعتبار سے بھی خوبصورت ہو۔ اپنی جوانی اور خوب صورتی کو اللہ کی عبادت میں خرچ کرے ایسے نوجوان پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور انہیں فرماتے ہیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے''۔ (الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین)

یزید بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اے وہ نوجوان! جو مجھے راضی کرنے کے لیے شہوت کو چھوڑتے ہو، اپنی جوانی کو میری اطاعت میں خرچ کرتے ہو۔ میرے ہاں تیرا مقام ایسا ہے جیسے میرے بعض فرشتوں کا''۔ (کتاب الزھد لابن مبارک) جب ہم تاریخ اسلام میں مسلم نوجوان کے کارنامے دیکھتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم الثقفی رحمہ اللہ نے جب سندھ کو فتح کیا اور یہاں اسلام کی بہاریں لائے اس وقت وہ اسلامی لشکر کے کمانڈر تھے اور ان کی عمر سترہ سال تھی۔ اسی طرح محمد الفاتح رحمہ اللہ نے جب قسطنطنیہ (ترکی) کو فتح کرنے کے لیے فکرمند ہوئے اس وقت ان کی عمر انیس سال تھی اور اپنے والد کے بعد جب وہ والی بنائے گئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اس وقت ان کی عمر تیئس سال تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

دور خلافت کا ایک سبق

مولانا مفتی انور علی الاعظمی

حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ ہے، مشہور صحابی ابوموسیٰ اشعریؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے ایران کے مرکزی مقام شوستر کا محاصرہ کر رکھا ہے، اللہ کی مدد اور مسلمانوں کی حکمت عملی سے ایرانیوں کا یہ مرکز فتح کرلیا گیا، مسلمان جب شہر میں داخل ہوئے اور قلعہ کے نیچے پہنچے تو شہر کا حاکم، مشہور ایرانی سپہ سالار ہرمزان، برج کے اوپر چڑھ گیا اور مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ میرے ترکش میں سو (100) تیر ہیں اور جب تک اتنی لاشیں نہیں بچھ جائیں گی، میں گرفتار نہیں ہوسکتا، اس شرط پر اتر سکتا ہوں کہ تم مجھے مدینہ پہنچا دو اور جو فیصلہ ہو، عمرؓ کے ہاتھ سے ہو، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت انسؓ کو مامور کیا کہ ان کے ساتھ مدینہ جائیں، ہرمزان مدینہ پہنچ گیا، شوستر کے معرکہ میں مسلمانوں کے دو بڑے افسر اس کے ہاتھوں مارے گئے تھے، حضرت عمرؓ کو اس کا بڑا افسوس تھا اور انہوں نے ہرمزان کے قتل کا ارادہ کرلیا تھا، لیکن اتمام حجت کے لئے اس سے گفتگو کی، اس نے کہا: عمرؓ! جب تک خدا ہمارے ساتھ تھا، تم ہمارے غلام تھے، اب خدا تمہارے ساتھ ہے، ہم تمہارے غلام ہیں، یہ کہہ کر پینے کا پانی مانگا، جب پانی آیا تو پیالہ ہاتھ میں لے کر درخواست کی کہ جب تک پانی نہ پی لوں، مارا نہ جاؤں، حضرت عمرؓ نے منظور کرلیا، اس نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں نہیں پیتا، حضرت عمرؓ اس کے اس مغالطے پر حیران رہ گئے، اس کے بعد ہرمزان نے کلمۂ توحید پڑھ کر اپنے ایمان کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے یہ تدبیر اس لئے اختیار کی، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہرمزان نے تلوار کے ڈر سے اسلام قبول کیا، حضرت عمرؓ نہایت خوش ہوئے، مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت دی، دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کیا اور ایران کی مہمات میں اس کو اپنا مشیر بنایا۔ (تاریخ طبری بحوالہ الفاروق)

یہ اس دور کی بات ہے، جب مسلمانوں نے اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی اور اللہ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا عزم کیا تھا، دنیا کی سپر پاور حکومتیں ان کے قدموں میں آرہی تھیں، بڑے بڑے اسلام دشمن اسلام کی حقانیت کا لوہا مان کر توحید کے سائے میں پناہ لے رہے تھے، اللہ کے بندے انسانوں کی غلامی سے نکل کر اللہ کی غلامی میں آرہے تھے، دنیا سے ظلم وستم ختم ہورہا تھا اور عدل وانصاف کا ماحول قائم ہورہا تھا، آج دنیا کی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی، عالمی سیاست میں مسلمان حاشیہ پر آگئے، تجارت، سیاست، صحافت، تعلیم ان سب چیزوں پر باطل طاقتوں نے اپنا شکنجہ کس لیا۔ نتیجہ کے طور پر ہر جگہ عام انسانوں کے لئے اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے گھٹن کا ماحول پیدا ہوگیا، دنیا کی اقتصادیات اور معاشی درستگی کے لئے دولت کی تقسیم میں جو توازن ہونا چاہیے، وہ بگڑ چکا ہے۔ آج دولت تجارت کی منڈیوں سے نکل کر کھلاڑیوں، سیاست دانوں اور ادھیکاروں کے کھاتوں میں سمٹتی جارہی ہیں، مزدور طبقہ دو روٹی کے لئے پریشان ہے۔ عام انسان اور تجارت پیشہ لوگ اپنی حیثیت اور تجارتی پوزیشن بچانے کی فکر میں ہیں۔ یہ صورتحال اس بات کا نتیجہ ہے کہ دنیا نے فطری قانون کو بالائے طاق رکھ کر اقتصادیات کے غلط اصولوں کو اپنا لیا ہے۔

پورے ملک میں کرپشن، رشوت خوری، بے ایمانی، قتل اور اغوا کے واقعات روز بروز بڑھتے جارہے ہیں، اشیاء خوردنی میں ملاوٹ کے بے شمار کیس پکڑے جاتے ہیں، جعلی دواؤں کا سائڈ بزنس عروج پر ہے، انسانی زندگیوں کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے، گردے اور انسانی اعضاء کی تجارت کرکے کروڑوں، اربوں روپے لوگ کما رہے ہیں، بڑے بڑے مجرم پکڑے جاتے ہیں اس کے باوجود کسی بدعنوانی کا سدباب نہیں ہوتا، ان خرابیوں کو دور کرنے کی سب سے بڑی ذمہ داری تو ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے لیکن مسلمان بھی اپنے آپ کو اس سے الگ نہیں کرسکتے، کیونکہ انہی کے پاس انسانیت کی نجات کا پیغام ہے، وہ خدائی قانون ہے جو دنیا میں امن وسلامتی اور عدل وانصاف کا ضامن ہے۔ دراصل یہی امت دنیا کی نگراں اور محافظ ہے۔ اللہ رب العزت نے اسے وہ مقام دیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی آئیں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا چلئے نماز پڑھائیے، وہ معذرت کردیں گے اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو وہ مرتبہ عطا کیا کہ انہیں میں سے کوئی آدمی امامت کرے گا اور میں اس کے پیچھے پڑھوں گا۔ (صحیح مسلم: ج1 ص87)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

یونان میں تارکین وطن کی کشتی غرقاب؛79افراد ہلاک

یونان کے سمندر میں تارکین وطن کی کشتی الٹ گئی جس کے نتیجے میں ڈوبنے والے 79 افراد کی لاشیں نکال لی گئیں جبکہ 104 تارکین کو بچالیا گیا۔تارکین وطن کی یہ کشتی گنجائش سے زیادہ افراد کے سوار ہونے کے باعث تیز ہواؤں کے تھپیڑوں اور بلند لہروں کا مقابلہ نہ کرسکی، کشتی کا توازن بگڑا اور وہ الٹ گئی۔ کشتی میں 700 سے زائد افراد سوار تھے جن میں سے بیشتر پانی میں ڈوب گئے تھے۔واقعے کی اطلاع ملتے ہی فوجی طیارے، ہیلی کاپٹر اور 6 کشتیوں کے ساتھ ریسکیو آپریشن شروع کیا گیا۔ریسکیو اہلکاروں نے 104 افراد کو سمندر سے بحفاظت نکال لیا جب کہ 79 افراد ہلاک ہوگئے۔ریسکیو کیے جانے والوں میں سے 1 درجن کی حالت تشویشناک بتائی گئی ہے جنہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسپتال منتقل کردیا گیا ہے۔یونان کے صدر اور وزیراعظم نے کشتی حادثے میں انسانی جانوں کے ضیاع پر افسوس کا اظہار کیا ہے جبکہ صدر نے زخمیوں کی اسپتال جاکر عیادت کی اور ان کے بہترین معالجے کی ہدایت کی۔(نیوز ایکسپریس)

افغانستان کی فضائی حدود پر اب بھی امریکہ قابض: نائب وزیر دفاع

افغانستان کے نائب وزیر دفاع مولوی محمد یعقوب مجاہد کا کہنا ہے کہ افغانستان کی فضائی حدود اب بھی امریکہ کے قبضے میں ہے۔افغان چینل کو انٹرویو میں طالبان حکومت کے نائب وزیر دفاع اور طالبان تحریک کے بانی ملا عمر مجاہد کے بیٹے محمد یعقوب مجاہد نے کہا کہ مخلوط حکومت کے نام پر غیر ملکی مداخلت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ افغانستان کی فضائی حدود میں امریکی طیاروں کی موجودگی کے سوال پر افغان نائب وزیر دفاع کا کہنا تھا کہ یہ فضائی حدود کی خلاف ورزی ہے۔ پہلے بھی اس کی وضاحت کرچکا ہوں اور اب نہیں چاہتا کہ کشیدگی ہو اور دوسرے ممالک سے ہمارے تعلقات خراب ہوں۔انہوں نے کہا کہ عالمی برادری بشمول ہمسایہ ممالک چاہتے ہیں کہ طالبان ایک ایسی حکومت بنائیں جو عوام کی نمائندگی کرے تاہم طالبان حکومت میں ہر قوم کے لوگ ہیں۔اگر ہمیں وقت دیا گیا اور طالبان حکومت جاری رہی تو یقین ہے کہ حکومت میں تنوع آئے گا اور اہم عہدوں پر پیشہ ورانہ لوگوں کو تعینات کیا جائے گا۔(نیوز ایکسپریس)

مکہ مکرمہ میں عازمین حج کے لیے ناقص انتظامات سے ناراضگی

حج دو ہزار تئیس کے فارم بھرنے سے عازمین حج کی مرکزی حج کمیٹی کے تئیں شروع ہوئی شکایتیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں۔ پہلے عازمین حج کو مرکزی حج کمیٹی کے سبب حج امبارکیشن پوائنٹ میں کرایہ میں بڑے فرق سے گزرنا پڑا اور جب عازمین حج مقدس سفر کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں بھی مرکزی حج کمیٹی کے ناقص انتظامات کے سبب مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔مکہ مکرمہ کی بلڈنگ نمبر دو سو تیرانوے جو بھوپال کے عازمین حج کو رہائش کے لئے دی گئی ہے۔یہاں کے عازمین حج نے اپنا ویڈیو جاری کرکے بتایا ہے کہ بلڈنگ میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے۔عمارت میں پانی کی کمی کے ساتھ اے سی تک بھی کام نہیں کررہے ہیں۔شدید گرمی میں پانی کی عدم دستیابی اور اے سی نہیں ہونے سے عازمین حج کی مشکلات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔وہیں راجدھانی بھوپال کی سماجی تنظیموں کی سخت ناراضگی کے بعد ایم پی اسٹیٹ حج کمیٹی نے مرکزی حج کمیٹی کو خط لکھ کر مسائل کو جلد سے جلد حل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔جمعیت علما مدھیہ پردیش کے سکریٹری محمد کلیم ایڈوکیٹ نے کہا کہ مرکزی حج کمیٹی اور اسٹیٹ حج کمیٹی کی ناقص کارکردگی کے سبب امسال عازمین حج کے لئے تکلیفوں بھرا حج ہوگیا ہے۔حج کمیٹی نے عازمین حج سے سفر حج کے لئے جو بھی مطالبہ کیا ہے عازمین حج نے ادا کیا اس کے باوجود عازمین حج کا سہولیات سے محروم ہونا بتاتا ہے کہ حج کمیٹی کے ذمہ داران کو صرف اور صرف اپنی عیش پرستی کی پڑی ہوئی ہے انہیں عازمین حج کے مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ہم اس معاملے کو لیکر خاموش نہیں بیٹھنے والے ہیں۔یہ بڑی بدعنوانی ہے اور اس کو لیکر حکومت ہند کو جانچ کرنا چاہئے۔مکہ مکرمہ کے عازمین حج کے ذریعہ سہولیات کے فقدان کو لیکر جاری کی گئی ویڈیو کے تعلق سے جب نیوز-18 نے ایم پی اسٹیٹ حج کمیٹی کے انچارج سکریٹری مسعود اختر سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ انہیں بھی ایسی شکایت ملی اور اس تعلق سے مرکزی حج کمیٹی کو خط لکھا جاچکا ہے۔(نیوز-18)

روسی صدر پوتن جلد ہی نیٹو کے رکن ملک ترکی کا دورہ کریں گے

روسی نیوز ایجنسی انٹرفیکس کے مطابق صدر ولادیمیر پوتن اور ترک صدر رجب طیب اردوان نے اتفاق کیا ہے کہ روسی رہنما جلد ہی ترکی کا دورہ کریں گے۔گزشتہ برس فروری میں یوکرین پر حملہ کرنے کے بعد صدر پوتن کا نیٹو کے کسی رکن ملک کا یہ پہلا دورہ ہوگا۔یوکرین جنگ کے آغاز کے بعد سے صدر پوتن نے شاذونادر ہی روس سے باہر سفر کیا ہے۔انٹرفیکس نے کریملن کے خارجہ پالیسی کے مشیر یوری اوشاکوف کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:''یہ دعوت ترک صدر کی طرف سے دی گئی ہے۔پوتن اور اردوآن نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ دورہ مستقبل قریب میں ہوگا لیکن ہم نے ابھی تک کسی مخصوص دن یا مخصوص تاریخ کے بارے میں بات نہیں کی۔''ترکی نے روس پر اقتصادی پابندیاں لگانے میں اپنے مغربی اتحادیوں کا ساتھ دینے سے انکار کردیا تھا لیکن اس نے یوکرین کو ہتھیار بھی فراہم کیے ہیں اور روس سے یوکرین کی خودمختاری کا احترام کرنے کا مطالبہ کرچکا ہے۔انقرہ نے حال ہی میں قیدیوں کے تبادلے میں بھی مدد فراہم کی تھی اور اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر جولائی 2022 میں بحیرہ اسود کے راستے یوکرینی بندرگاہوں سے اناج کی محفوظ برآمد کے ایک معاہدے میں بھی ثالث کا کردار ادا کیا تھا۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم و روزگار

دہلی یونیورسٹی میں داخلے شروع، یو جی کے 78 کورسز کیلئے کرسکتے ہیں رجسٹریشن

دہلی یونیورسٹی (DU) نے ''کامن سیٹ ایلوکیشن سسٹم'' (CSAS) شروع کیا ہے۔اس کے ساتھ ہی تعلیمی سیشن 2023-24 کے لیے 78 انڈر گریجویٹ پروگراموں میں داخلہ کا عمل شروع ہوگیا ہے۔دلچسپی رکھنے والے اور اہل طلبہ CSAS پورٹل کے ذریعے رجسٹریشن کرسکتے ہیں۔دہلی یونیورسٹی میں 16 اگست سے نئے تعلیمی سیشن کے لیے کلاسز شروع ہونے کی امید ہے۔گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی داخلہ سینٹرل یونیورسٹی- جوائنٹ انٹرینس ٹیسٹ (CUET) کے اسکور کی بنیاد پر کیا جائے گا۔یونیورسٹی نے ایک بیان میں کہا کہ اب یونیورسٹی نے اپنا ''کامن سیٹ ایلوکیشن سسٹم'' شروع کیا ہے، جو داخلے کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے۔

رجسٹریشن فیس: دہلی یونیورسٹی میں، غیر محفوظ اور دیگر پسماندہ طبقے (او بی سی) کے طلبہ کے لیے 250 روپے اور درج فہرست ذات (ایس سی)، درج فہرست قبائل (ایس ٹی) اور دیویانگ (پی ڈبلیو ڈی) کے طلبہ کے لیے 100 روپے کی رجسٹریشن فیس مقرر کی گئی ہے۔طلبہ یونیورسٹی کے 68 کالجوں میں 78 انڈر گریجویٹ پروگراموں کے علاوہ 198 بی اے پروگراموں میں داخلہ لے سکتے ہیں۔دہلی یونیورسٹی کے تمام کالجوں میں کل 71,000 سیٹیں ہیں۔اس سال بی ٹیک کے تین نئے کورسز بھی شروع کیے گئے ہیں، جن میں طلبہ کو ان کے JEE-Mains-2023 کے اسکور کی بنیاد پر داخلہ دیا جائے گا۔B.Com (آنرز) اب تک سب سے زیادہ مطلوب انڈر گریجویٹ کورس کے طور پر ابھرا ہے جس میں UG-CUET کے دوران تقریباً 1.3 لاکھ طلبہ نے دلچسپی ظاہر کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ، طلبہ ماسٹرز کی سطح پر ایم اے (پالیٹیکل سائنس) میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی دکھا رہے ہیں۔(نیوز-18)

بہار میں اساتذہ کی تقرری کے لیے کارروائی شروع

بہار اسکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بہار پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اساتذہ کی 170461 آسامیوں پر براہ راست بھرتی کے لیے اپنی سرکاری ویب سائٹ پر نوٹیفکیشن شائع کردیا ہے۔پرائمری ٹیچر کی 79943 سیکنڈری ٹیچر کی 32916 اور پوسٹ گریجویٹ ٹیچر کی 57602 آسامیوں کی بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن BPSC نے جاری کیا ہے۔ بہار ٹیچر بھرتی 2023 کے لیے اہل اور دلچسپی رکھنے والے مرد و خاتون امیدوار، بہار پبلک سروس کمیشن کی آفیشل ویب سائٹ bpsc.bih.nic.in پر جا کر اپنی مکمل تعلیمی قابلیت سے متعلق دستاویزات کے ساتھ آن لائن فارم۔15 جون 2023 سے 12 جولائی 2023 تک بھر سکتے ہیں۔امیدواروں کی تقرری تحریری امتحان اور میرٹ لسٹ کی بنیاد پر کی جائے گی، اسی طرح منتخب امیدواروں کو بہار حکومت کی طرف سے ماہانہ ساتویں پے اسکیل کی بنیاد پر تنخواہ دی جائے گی۔

پوسٹ کا نام	پوسٹوں کی تعداد	اہلیت
پرائمری ٹیچر (کلاس 1 سے کلاس 5 تک)	79943	12ویں پاس
سیکنڈری ٹیچر (کلاس 9-10)	32916	گریجویٹ+بی ایڈ/بی ایل ایڈ
ہائر سیکنڈری (کلاس 11-12)	57602	پوسٹ گریجویٹ +بی ایڈ/بی ایل ایڈ

کل پوسٹس: 170461

عمر کی حد 18 سے 35 سال ہے۔ریزرویشن کیٹگری والوں کی عمر میں چھوٹ سرکاری ضابطہ کے مطابق ہوگی۔فارم بھرنے کی فیس جنرل اور او بی سی سے 950 روپئے اور ایس سی ایس ٹی سے 400 روپئے ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ نے بی ایس سی ایروناٹکس ڈوئل ڈگری پروگرام کے لیے آئی سی پی ایل کے ساتھ معاہدہ کیا، طلبہ کو ملے گی ٹریننگ

JMI اور ICPL کی طرف سے پیش کردہ B.Sc ایروناٹکس ڈوئل ڈگری پروگرام طلبہ کو جامع تربیت فراہم کرے گا۔جامعہ ملیہ اسلامیہ (جے ایم آئی) نے بی ایس سی ایروناٹکس ڈوئل ڈگری پروگرام کے لیے انڈوکاپٹر پرائیویٹ لمیٹڈ (آئی سی پی ایل) کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔جامعہ اور آئی سی پی ایل نے ہوابازی کی صنعت میں تیزی سے ترقی کی صلاحیت کی وجہ سے تربیت کے میدان میں تعاون کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ایم او یو پر جامعہ کے وائس چانسلر پروفیسر نجمہ اختر (پدم شری) اور پروفیسر منی تھامس ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کی موجودگی میں جامعہ کے رجسٹرار پروفیسر ناظم حسین الجعفری اور اے جے شاہ، سی ای او آئی سی پی ایل نے دستخط کیے ۔بی ایس سی ایروناٹکس ایک دوہرا ڈگری کورس ہے جسے جامعہ چلاتا ہے جو طلبہ کو جامع تربیت فراہم کرے گا۔جبکہ جامعہ بی ایس سی کی ڈگری دے گی، آئی سی پی ایل حکومت ہند کے ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سول ایوی ایشن (ڈی جی سی اے) سے ضروری منظوری اور ڈی جی سی اے ماڈیول امتحان پاس کرنے کے بعد ایئر کرافٹ مینٹیننس انجینئرنگ میں سرٹیفکیٹ آف ریکوگنیشن (سی آف آر) جاری کرے گا۔طالب علم ڈی جی سی اے کے ذریعہ جاری کردہ لائسنس حاصل کرنے کا اہل ہوگا۔جامعہ 2018 سے B.Sc (ایروناٹکس) دوہری ڈگری پروگرام کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہے اور کورس کے تین بیچ اب تک کامیابی سے پاس ہوچکے ہیں۔موجودہ بیچز 2021 اور 2022 میں B.Sc (ایروناٹکس)، B1.3 (مکینیکل) اور B2 (ایویونکس) کے لیے ہیں۔کورس کے بہت سے پاس آؤٹ ہونے والے طلبہ کو DRDO، انڈین آرمی، یونائیٹڈ ایئر لائنز، انڈیگو ایئر لائنز، ایئر انڈیا، نورڈ لاجسٹکس پرائیویٹ لمیٹڈ، فار آئی لاجسٹکس اور بہت سی دیگر MRO تنظیموں میں اچھی تنخواہ کے پیکجوں پر ہندوستان اور بیرون ملک جگہ ملی ہے۔

Scanned with CamScanner

جناب نظام الدین صاحب سیوان کا انتقال ملت کا خسارہ: حضرت نائب امیر شریعت

شہر سیوان کی ممتاز ملی وسماجی شخصیت اور امارت شرعیہ کے مخلص جناب محمد نظام الدین صاحب مختصر علالت کے بعد مورخہ ۱۵/ جون ۲۳ء کو رب ذوالجلال سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۸۰/ سال سے متجاوز تھی، جب تک ان کے اندر قوت وتوانائی باقی تھی وہ ہمہ دم ملت کی خیر خواہی چاہتے تھے، ان کے وصال پر حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے گہرے دکھ وصدمہ کا اظہار کیا اور اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ ہم لوگ ایک ملی درد رکھنے والے مخلص شخص سے محروم ہو گئے، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی جس کی صدارت نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے فرمائی، انہوں نے مرحوم کے گونا گوں اوصاف وکمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نظام الدین صاحب کا امارت شرعیہ اور یہاں کے اکابر سے بڑا گہرا رشتہ اور عقیدت مندانہ تعلق تھا، اسی تعلق کی بنیاد پر وہ سیوان شہر میں امارت شرعیہ کی خدمات کا تعارف کراتے اور لوگوں کو اس ادارہ سے مضبوط رشتہ قائم کرنے کی ترغیب دیتے، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے فرمایا کہ مرحوم بڑے خوش اخلاق، منکسر المزاج اور مہمان نواز شخص تھے اور امارت شرعیہ کی فکر اور اس کے مقاصد کو عام کرنے میں سرگرم عمل رہتے، اور امارت شرعیہ کے الحسنات ٹرسٹ کے بنیادی رکن تھے، جناب مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ نے مرحوم کی دینی وملی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بلاشبہ ہم لوگ ایک محسن انسان سے محروم ہو گئے، وہ یقیناً امارت شرعیہ اور اس کے اکابر سے والہانہ تعلق رکھتے تھے، جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ سیوان کے نامور ادیب جناب جمال پاشا کی اہلیہ سرور جہاں اور ان کی بڑی بہن بلقیس جہاں نے جب اپنی اراضی کو وقف کرنے کا ارادہ کیا تو جناب نظام الدین صاحب نے ہی انہیں امارت شرعیہ میں دینے کے لیے متوجہ کیا، وہ الحسنات ٹرسٹ کے روز اول سے ٹرسٹی رہے اور اس ادارہ کو قوت بخشتے رہے، اس کے بعد پھر ان کا امارت شرعیہ سے رابطہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ وہ سیوان شہر میں امارت شرعیہ کے مضبوط نمائندہ کی حیثیت سے متعارف ہوئے، اللہ نے ان سے دین وملت کا بڑا کام لیا، جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ وہ ایک مخلص ومتدین انسان تھے اس تعزیتی نشست میں جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت، جناب مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب، جناب مولانا مفتی محمد احتکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ، جناب مولانا ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ، جناب مولانا محمد منہاج عالم ندوی پروجیکٹ منیجمنٹ آفس امارت شرعیہ وغیرہم نے شرکت کی اور مرحوم کے لیے اجتماعی طور پر بلندی درجات کی دعائیں کیں۔ مرحوم کے جنازے میں شرکت کے لیے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا ایک موقر وفد قاضی شریعت جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب کی قیادت میں سیوان تلہٹہ بازار پہونچا اس وفد میں نائب قاضی شریعت جناب مولانا وصی احمد قاسمی، مولانا صابر حسین قاسمی، قاضی شریعت دار القضاء سیوان وگوپال گنج کے قاضی شریعت مولانا محمد مرتضیٰ قاسمی، نائب قاضی مولانا عبد الباری قاسمی، مبلغ خالد حسین صاحب شریک تھے۔ وفد نے سب سے پہلے مرحوم کے گھر جا کر اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا اور امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ، نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب وامارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کی جانب سے تعزیتی پیغام ان کے لڑکے جناب اشرف صاحب عرف کندن وبرادران کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد جمعہ کی نماز میں نائب قاضی شریعت مولانا وصی احمد قاسمی صاحب نے خطاب کیا، جنازہ کی نماز قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے پڑھائی، نماز کے بعد اس وفد نے معززین شہر سے ملاقات کی اور مرحوم کے محاسن کے تذکرہ کے ساتھ ان کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی۔

سعودی عرب اور چین میں 10 ارب ڈالر کے نئے معاہدے کیا انڈیا کے لیے خطرے کی گھنٹی ہیں؟

دنیا کے سب سے بڑے تیل پیدا کرنے والے ملک سعودی عرب اور سب سے زیادہ توانائی کا استعمال کرنے والے ملک چین کے درمیان تعلقات کی بنیاد اب تک تو تیل ہی رہی ہے لیکن اب ان دونوں ممالک کے تعلقات کی تصویر بدل رہی ہے۔ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں سنیچر اور اتوار کو ہونے والی 10 ویں دو روزہ عرب چین بزنس کانفرنس میں دونوں ممالک نے اپنے تعلقات کو ایک نئی سمت دینے کی کوشش کی ہے۔ عرب نیوز کے مطابق اس کانفرنس میں دونوں ممالک کے درمیان دس ارب ڈالر کے 30 معاہدوں پر دستخط کیے گئے ہیں۔

گذشتہ ہفتے ہی وزیر اعظم نریندر مودی اور سعودی عرب کے وزیر اعظم محمد بن سلمان نے فون پر بات کی تھی جس کے دوران دونوں رہنماؤں نے دوطرفہ تعلقات کا جائزہ لیا تھا۔ ایران اور سعودی عرب کے درمیان سفارتی تعلقات کی بحالی کے بعد دونوں رہنماؤں کے درمیان یہ پہلی بات چیت تھی۔ سعودی عرب نے وزیر اعظم مودی اور سعودی ولی عہد کے درمیان بات چیت کے بعد ہی چین کے ساتھ اہم تجارتی معاہدے کیے ہیں۔ اس سے قبل سعودی عرب نے انڈیا کے زیر انتظام علاقے کشمیر کے دارالحکومت سرینگر میں منعقدہ جی-20 اجلاس میں اپنا نمائندہ نہیں بھیجا تھا۔ پاکستان نے سرینگر میں جی 20 کے اجلاس کے انعقاد پر اعتراض اور احتجاج ریکارڈ کروایا تھا۔ پاکستان کے اعتراض کے بعد چین، سعودی عرب، ترکی اور مصر نے جی 20 اجلاس میں اپنے نمائندے نہیں بھیجے تھے۔ خیال رہے کہ انڈیا رواں سال جی 20 کی صدارت کر رہا ہے اور اس کا سربراہی اجلاس نومبر کے مہینے میں نئی دہلی میں ہونا ہے۔ عرب، چین سربراہی اجلاس کے دوران سعودی وزیر توانائی شہزادہ عبدالعزیز بن سلمان سے دونوں ممالک کے تعلقات پر مغربی تنقید کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ’’میں اسے نظر انداز کرتا ہوں، کیونکہ ایک کاروباری شخصیت کے طور پر آپ وہیں جائیں گے جہاں آپ کو مواقع نظر آئیں گے۔‘‘ انھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے ایسا کوئی آپشن نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں دونوں (چین یا امریکہ) میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے۔ اس کا سیدھا سا مطلب یہ تھا کہ سعودی عرب کے سامنے ایسی صورت حال نہیں آنی چاہیے کہ انھیں چین یا مغرب میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے۔ چند روز قبل امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن سعودی عرب کے دورے پر گئے تھے جس کے بعد گذشتہ دنوں ریاض میں چینی سرمایہ کاروں اور تاجروں کا ہجوم دیکھا گیا۔ یہ پیش رفت سعودی عرب کی بدلتی ترجیحات کے بارے میں بہت کچھ بتاتی ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر چین سعودی عرب کے بہت قریب آجاتا ہے تو انڈیا کے لیے اس کا کیا مطلب ہوگا، کیوں کہ چین کو انڈیا سکیورٹی کے خطرے کے طور پر دیکھتا ہے اور دونوں کے درمیان سرحد کے متعلق تنازعات کم ہونے کا نام نہیں لے رہے ہیں۔ حال ہی میں جب مشرق وسطیٰ کے دو حریف ممالک ایران اور سعودی عرب نے دوستی کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ہر طرف چین کی سفارتکاری کا تذکرہ ہونے لگا۔ چین نے سات سال بعد دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ معاہدہ چین کے اعلیٰ سفارتکار وانگ یی کی ثالثی میں ہوا۔ سنہ 2016 میں، سعودی عرب میں ایک شیعہ عالم کو پھانسی دیے جانے کے بعد ایرانی مظاہرین تہران میں واقع سعودی سفارت خانے میں داخل ہو گئے تھے جس کے بعد سعودی عرب نے ایران سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے تھے۔ دہلی کی جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی کے شعبہ ویسٹ ایشین اسٹڈیز کی پروفیسر سجتا ایشور یہ کا خیال ہے کہ چین کا ایسا کرنا ان کی دور اندیشی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ سعودی عرب اور ایران دونوں ممالک بات کرنا چاہتے تھے لیکن ایک دیوار تھی جسے چین نے ہٹا دیا۔ اس کے بعد دسمبر 2022 میں چینی صدر شی جن پنگ نے سعودی عرب کا دورہ کیا۔ اس دوران انھوں نے مطالبہ کیا کہ دونوں ممالک کے درمیان تیل کی تجارت چینی کرنسی یوآن میں کی جائے جبکہ دنیا میں تیل کی سب سے زیادہ درآمدات ڈالر میں کی جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا مطالبہ تھا جس کا براہ راست اثر ڈالر کی قدر پر پڑتا۔

سعودی عرب چین کی طرف کیوں بڑھ رہا ہے؟ ولی عہد محمد بن سلمان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد سے سعودی عرب تیل پر مبنی اپنی معیشت کو مزید متنوع بنانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ سجاتا ایشور یہ کہتی ہیں: ’’سعودی عرب کی تیل پر مبنی معیشت آنے والے وقت میں بتدریج کمزور ہوتی جائے گی، اسی کے مدنظر یہ تیاری کی جا رہی ہے، پچھلے کئی سالوں میں سعودی عرب نے پیٹرو کیمیکل کے شعبے کو بہت فروغ دیا ہے، یہ شعبہ بھی تیل اور گیس پر منحصر ہے۔‘‘ خارجہ امور کے ماہر قمر آغا عرب چین بزنس کانفرنس میں طے پانے والے نئے معاہدوں کو سعودی عرب کی خارجہ پالیسی میں ایک بڑی تبدیلی سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اب سعودی عرب کثیر قطبی دنیا کی طرف بڑھ رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ سعودی عرب چین کے ساتھ ساتھ روس سے بھی دوستی کر رہا ہے، اس کے انڈیا کے ساتھ بھی اچھے تعلقات ہیں۔ یہی نہیں جاپان اور جنوبی کوریا بھی ان کی خارجہ پالیسی میں جگہ رکھتے ہیں، وہ اپنے تعلقات کو کسی ایک ملک تک محدود نہیں کر رہے ہیں۔ قمر آغا کا کہنا ہے کہ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان ایک نئی پالیسی لائے ہیں، جس میں نئے شہر بنانا اور غیر ملکی سرمایہ کاری شامل ہے، جس کے تحت وہ چین کو ایک اہم کھلاڑی کے طور پر دیکھتے ہیں۔ سجاتا ایشور یہ بھی سعودی عرب کی جانب سے کسی ایک ملک پر انحصار کیے بغیر کئی ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی بات کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ انڈیا نے روس پر ہتھیاروں کا انحصار کم کر کے دوسرے ممالک کا رُخ کیا ہے، سعودی عرب بھی اسی راستے پر گامزن ہے۔

خلیجی ممالک میں مغرب کا خوف: 20 سال قبل جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تھا تو وہ مغربی ایشیا کی ایک بڑی طاقت ہوا کرتا تھا، لیکن امریکی تسلط کی یہ صورت حال گذشتہ برسوں میں بہت بدل چکی ہے۔ چین امریکہ کو پیچھے دھکیل رہا ہے، یوکرین پر روس کے حملے کے بعد مغربی ایشیا کے ممالک میں ایک نیا خوف منڈلا رہا ہے۔ اس کے مرکز میں مغربی ممالک بھی ہیں۔ قمر آغا کا کہنا ہے کہ جس طرح امریکہ نے روس پر پابندیاں لگائی ہیں۔ روس کے کروڑوں ڈالر کے سرمایہ کاری کے منصوبے مغربی ممالک میں بند کر دیے گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے مغربی ایشیا کے ممالک میں بھی خوف بڑھ گیا ہے۔ انھیں لگتا ہے کہ ان کا پیسہ اب مغربی ممالک میں محفوظ نہیں رہا۔ وہ امریکہ، جرمنی، فرانس اور برطانیہ جیسے ممالک کے بجائے ابھرتی ہوئی معیشتوں میں پیسہ لگانا چاہتے ہیں۔ امریکہ سمیت مغربی ممالک نے ایک جانب تو یوکرین کی مالی امداد کی ہے جبکہ دوسری جانب روس پر پابندیاں لگا کر اس یوکرین کے خلاف جنگ میں کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ سجاتا ایشور یہ کہتی ہیں کہ مغربی ممالک پابندیوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مغربی ایشیا کے ممالک کا ڈرنا حق بجانب ہے، چین کی ایک خاص حکمت عملی ہے کہ وہ مغربی ممالک کی طرح کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔

کیا سعودی عرب چین کیمپ میں جائے گا؟ خارجہ امور کے ماہر قمر آغا کا کہنا ہے کہ یہ سوچنا بالکل غلط ہے کہ سعودی عرب چین کے کیمپ میں چلا جائے گا۔ عرب ممالک میں چین کی حمایت بالکل نہیں ہے۔ جو معاہدے ہوئے ہیں وہ ایک حکومت اور دوسری حکومت کے ساتھ ہیں، چین کے سنکیانگ میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے عرب ممالک کے لوگ چین کو پسند نہیں کرتے۔ انڈیا اور عرب تعلقات دو تہذیب وتمدن کے رشتے ہیں، مجھے نہیں لگتا کہ یہ کبھی ختم ہوگا۔ کورونا وباء سے پہلے خلیجی خطے میں تقریباً 75 لاکھ لوگ کام کر رہے تھے، صرف سعودی عرب میں تقریباً 25 لاکھ انڈین ہوں گے، جو وہاں کی آبادی کے لحاظ سے ایک اچھی تعداد ہے۔ انڈین ورکرز کی خلیجی ممالک میں بہت اچھی شبیہ ہے، ان کا ماننا ہے کہ انڈین ورکرز بہت ایمانداری سے کام کرتے ہیں اور رقم جمع کر کے انڈیا واپس آتے ہیں۔ انڈین ورکرز انگریزی بھی بول لیتے ہیں، کمپیوٹر بھی چلاتے ہیں، تکنیکی طور بھی ماہر ہیں، چین سے مزدور زیادہ تر چینی منصوبوں میں جاتے ہیں، کیونکہ انھیں زبان کی وجہ سے مسائل کا سامنا ہے۔

کیا انڈیا کی پریشانی بڑھے گی؟ ایک طرف ڈوکلام سے گالوان تک انڈیا اور چین کی سرحدوں پر کچھ عرصے سے کشیدگی بڑھی ہوئی ہے تو دوسری طرف انڈیا کے روایتی خلیجی دوست ممالک کے ساتھ چین اپنے تعلقات کو مضبوط بنا رہا ہے۔ سجاتا ایشور یہ کہتی ہیں کہ انڈیا چاہے خود کو کتنی ہی بڑی طاقت کہے، ہم کچھ کرنے سے قاصر ہیں، چین ہمارے روایتی پارٹنرز کے ساتھ اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے وہ سعودی عرب میں انڈیا کے اثرات کو کم کرے گا کیونکہ جہاں سرمایہ کاری بڑھتی ہے وہاں دوستی بھی بڑھتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ چین کی طرح انڈیا بھی خلیجی ممالک میں بڑے معاہدے کیوں نہیں کر پا رہا ہے؟ اس پر بات کرتے ہوئے سجاتا کا کہنا ہے کہ انڈین معیشت کی حالت بہت خراب ہے۔ ایران تمام پابندیوں کے بعد ہم سے بہتر کام کر رہا ہے، دوسری طرف اگر ہم چین کی بات کریں تو اس کی معیشت تقریباً 17 کھرب ڈالر ہے جب کہ انڈیا کی معیشت تقریباً 3 کھرب ڈالر ہے۔ چین کے پاس پیسہ ہے، ہنر ہے جسے وہ استعمال کر رہا ہے اور چین مرکزی دنیا کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ امریکہ، چین اور متحدہ امارات کے بعد سعودی عرب انڈیا کا چوتھا بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔ سعودی عرب اور انڈیا کے درمیان مودی حکومت کے دور میں کئی محاذوں پر تعلقات بہتر ہوئے ہیں لیکن یوکرین اور روس کی جنگ کے بعد بدلتے ہوئے ورلڈ آرڈر کی وجہ سے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ **(ابھینو گوئل نمائندہ بی بی سی ہندی)**

Scanned with CamScanner

سوڈان کی خانہ جنگی اور سعودی عرب کی مثالی کوششیں

نور الاسلام شفیع احمد مدنی

سوڈان براعظم افریقہ کا ایک بڑا اسلامی ملک ہے، جس کا دارالحکومت خرطوم ہے اور اس کی سرکاری زبان عربی ہے، 1956 سے پہلے یہ ملک خارجی قوتوں کے زیر اثر تھا، 1956 میں آزادی ملنے اور خود مختار ریاست بننے کے بعد بھی یہ بدقسمت ملک مذہبی تنازعات، نسلی امتیازات، سیاسی انتشار کی بنا پر زبردست بدامنی اور ہلاکت خیز خانہ جنگی کا ہمیشہ شکار رہا ہے، اس ملک میں اکثر فوجی بغاوتیں ہوتی رہی ہیں۔ کچھ سالوں پیشتر امریکی ومغربی سازشوں کے نتیجے میں اس بدامن وغیر مستحکم ملک کو دو حصوں میں تقسیم ہونا پڑا اور 2011ء میں باضابطہ ایک ریفرنڈم کے ذریعہ جنوبی سوڈان کو ایک علیحدہ ریاست بنادیا گیا۔

اس وقت یہ ملک نہایت برے حالات کا سامنا کررہا ہے، ملک کے دو قد آور قائدین اور فوجی جرنیلوں کے درمیان سیاسی مفادات کے حصول کے لیے زبردست تصادم دیکھنے کو مل رہا ہے جس کے نتیجے میں پورا ملک جنگ کی آگ میں جھلس رہا ہے، 15 اپریل 2023ء سے سوڈانی مسلح افواج (SAF) کے سربراہ عبدالفتاح البرہان اور نیم فوجی دستوں یعنی ریپڈ سپورٹ فورسز (RSF) کے سربراہ جنرل محمد حمدان کے درمیان ٹکراؤ کی بنا پر دونوں فوجیں ایک دوسرے کو زیر کرنے اور ملک کے درو بست پر قابض ہونے کے لئے آپس میں برسرپیکار ہیں۔ ماضی میں دونوں رہنماؤں کے درمیان اچھے تعلقات رہے ہیں، دارفور کی بغاوت کو کچلنے میں دونوں نے مل کر کام کیا تھا، سابق صدر عمر البشیر کے زمانہ میں عبدالفتاح البرہان مسلح افواج کے کمانڈر تھے اور جنرل محمد حمدان دارفور کے باغی گروپوں کو کچلنے میں مدد کرنے والے سرکاری حمایت یافتہ ملیشیا گروپوں میں سے ایک گروپ کے کمانڈر تھے جو بعد میں سارے گروپوں کے لیڈر بن گئے، ان کو عمر البشیر نے خوب استعمال کیا اور سوڈانی نیم فوجی دستوں یعنی آر ایس ایف نامی ملیشیاؤں کا کمانڈر بنادیا، فوجی بغاوت کے خطرہ سے نمٹنے کے لئے عمر البشیر نے آر ایس ایف کو مضبوط بنایا، ان کا خیال تھا کہ فوج کے مقابلہ میں ایک متوازی مسلح قوت کے موجود ہونے سے ان کی حکومت محفوظ رہے گی، کیونکہ دونوں میں سے کسی کے لئے بھی انہیں معزول کرنا مشکل ہوگا، حالانکہ ان کی سوچ غلط ثابت ہوئی اور 2019ء میں ان کا تختہ پلٹنے کے لئے دونوں مسلح قوتیں یعنی مسلح افواج اور نیم فوجی دستے متحد ہوگئے اور ان کی حکومت کا خاتمہ کردیا، اس کے بعد دونوں نے مل کر ایک سویلین ملٹری باڈی تشکیل دی جس کے سربراہ (صدر ریاست) عبدالفتاح البرہان بنے اور ان کے نائب (نائب صدر) آر ایس ایف سربراہ جنرل محمد حمدان بنے، دھیرے دھیرے ذاتی مفادات کی بنا پر دونوں قائدین کے درمیان اختلافات پیدا ہونے لگے اسی درمیان ملک کے صدر اور مسلح افواج کے کمانڈر عبدالفتاح البرہان نے ریپڈ فورسز کی طاقت اور اس سے پیدا ہونے والے خطرات کے پیش نظر اس کو دو سال کے اندر عام فوج میں شامل کرنے کا مطالبہ کرنا شروع کردیا، ریپڈ فورسز نے اس کو اپنے وجود کے لیے خطرہ سمجھا اور ایک آزاد و خود مختار فوج کے طور پر برقرار رہنے پر اصرار کیا، البتہ اس نے ملک میں سویلین حکومت قائم ہوجانے کے دس سالوں کے اندر مرحلہ وار فوج میں مدغم ہوجانے کی حامی بھرلی، اس معاملہ پر ردوقدح کے درمیان 15 اپریل کی صبح سے خرطوم اور اس کے نواحی علاقوں میں تشدد بھڑک اٹھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر وقت گزرنے کے ساتھ اس میں شدت آتی چلی گئی، بڑے بڑے خطرناک جنگی ہتھیار استعمال ہونے لگے، کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا، ہلاکتوں کی تعداد بڑھنے لگی، سویلین علاقوں میں بھی بم اور راکٹ گرنے لگے، لوگوں کو گھربار اور مکان ودکان چھوڑ کر محفوظ مقامات کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہونا پڑا، غریب عوام کو ان کے عاقبت نااندیش رہنماؤں کے مہلک فیصلوں کی وجہ سے ناقابل تلافی جانی ومالی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا، اب تک ایک ہزار سے زیادہ جانیں ضائع ہوچکی ہیں، پانچ ہزار کے قریب لوگ زخمی ہیں، اور لاکھوں لوگ بے گھر ہوچکے ہیں۔

جیسے ہی اس ملک میں جنگ کی آگ بھڑکی اپنی امن پسندی اور دینی بھائی چارگی کی بھرپور رعایت کی دیرینہ روایت کے مطابق مملکت سعودی عرب نے دونوں متحارب گروپوں کے ساتھ اتصال کرنے اور انہیں جنگ بندی پر آمادہ کرنے کی کوششیں شروع کردیں، دونوں فریق جلد ہی ایک دوسرے کو زیر کردینے کی امید لگائے ہوئے تھے، اس لیے کچھ وقت لے رہے تھے، بالآخر مملکت سعودی عرب کی دعوت پر دونوں فریق کے رہنما جدہ میں حاضر ہوئے اور امریکی وفد کی موجودگی میں مملکت نے ثالثی کا رول ادا کرتے ہوئے ان کے درمیان صلح وصفائی اور جنگ بندی کرائی، ان کی بھرپور مالی مدد کرنے اور ان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنے کا وعدہ کیا، فی الفور مملکت نے اپنی طرف سے کڑوڑوں ڈالر کی تعاونی رقم کے ذریعہ سوڈان کی مدد کرنے کے اعلان کے ساتھ اپنی انسانیت نواز اور سخی وفیاض عوام سے بھی اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی بھرپور مالی مدد کرنے کی اپیل کی ہے، جس کے نتیجے میں چند دنوں کے اندر ہی خطیر رقم جمع ہوچکی ہے، اس وقت مملکت اپنے تمام وسائل وامکانیات کو بروئے کار لاتے ہوئے مہاجرین ومتضررین کی مدد میں لگی ہوئی ہے، متاثرین کو بنیادی ضرورت کی چیزیں فراہم کرارہی ہے، کھانے پینے اور رہنے سہنے کے سامان، دوائیں، بچوں کی جملہ ضروریات اور خواتین کی ضرورت کی اشیاء فراہم کررہی ہے، جنگ کے خاتمہ کے بعد ملکی معیشت کو پٹری پر لانے اور سیاسی اصلاحات میں حکومت سوڈان کی ہر ممکن مدد کرنے کا عزم مصمم رکھتی ہے، اللہ تعالی اس حکومت کو بقا واستمرار عطا فرمائے تاکہ انسانیت کی خدمت ہوتی رہے، اس کو استحکام بخشے تاکہ دین ودعوت کا عمل جاری وساری رہے، اس کی ترقی و خوشحالی میں مزید اضافہ کرے تاکہ عالم اسلام اور عالم انسانیت اس سے اور زیادہ بہرہ ور ہوسکے، اس کو دنیا کی بری نظروں سے محفوظ رکھے تاکہ توحید وسنت کی روشنی سے بقعہ عالم منور ہوتا رہے۔

کیا پارلیامنٹ کی نئی عمارت کی ضرورت تھی؟

ڈاکٹر سیّد احمد قادری

اس وقت ہمارا ملک شدت سے غربت وافلاس کے درمیان کراہ رہا ہے۔ لوگ بھوک سے تڑپ رہے ہیں اور حکومت ملک کی 140 کروڑ کی آبادی کے نصف حصے کو زندہ رکھنے کیلئے لوگوں کے دیے گئے ٹیکس کے پیسے سے غذائی اجناس مہیا کرارہی ہے جو کسی بھی ترقی یافتہ ملک کیلئے باعث شرم ہے۔ عالم یہ ہے کہ یہ ملک 2022 کے عالمی ہنگر انڈیکس میں 121 کے مقابلے 107ویں مقام پر پہنچ گیا ہے۔ تغذیہ سے مرنے والے بچوں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ ملک کے بیشتر حصوں میں شدت کی گرمی پڑنے کے باعث، پانی کی قلت سے لوگ اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ملک میں سرکاری اسپتالوں کی سخت کمی ہے اور جہاں کہیں ہے بھی تو طبی سہولیات ناپید ہیں یعنی کل ملا کر ملک کی بڑی آبادی بنیادی ضرورتوں اور سہولیات سے کوسوں دور کھڑی ہے۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ضرورت اس بات کی تھی ہے کہ ملک کے لوگوں کو بنیادی سہولیات مہیا کرانے کی کوششیں کی جاتیں، لیکن برسر اقتدار حکومت ملک کی تاریخ بدلنے اور تاریخ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے ملک کی دولت کو بے دریغ پانی کی طرح خرچ کررہی ہے۔ ملک پر قرض کا بوجھ بڑھتا ہی جارہا ہے۔ ایسے بدترین معاشی حالات میں ہزاروں کروڑ کی لاگت سے پارلیمنٹ کی نئی عمارت کی تعمیر کا کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن جب ملک کا حکمراں خود کو ملک کا مالک کل سمجھنے لگے تو پھر نفع ونقصان کا احساس جاتا رہتا ہے۔ اسے صرف اپنے مفادات کی فکر لاحق رہتی ہے۔ ملک کے ایسے ہی حالات کے پیش نظر بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے بھی نئے پارلیمنٹ ہاؤس کی تعمیر پر اعتراض جتاتے ہوئے کہا ہے کہ 'پارلیمنٹ کی نئی عمارت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسا کر کے ملک کی قدیم تاریخ کو تبدیل کیا جارہا ہے۔ ملک کی تاریخ کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ان دنوں جو لوگ اقتدار میں ہیں وہ پوری تاریخ ہی بدل دینے کے درپے ہیں۔' پارلیمنٹ کی نئی عمارت کی تعمیر اور اس کے کئی بنیادی ڈھانچوں کے بدلاؤ پر بھی ان کا خفا ہونا جائز ہے۔ بہار کی قدیم تاریخ سے تعلق رکھنے والے دور موریہ کے عظیم بادشاہ، اشوک کے اشوک استمبھ کو ہٹا کر سینگول کو جگہ دی گئی ہے جس سے آنے والے دنوں میں کئی متنازع نتائج سامنے آئیں گے۔ اب فوجیوں کے میڈل، راشٹر پتی بھون، آئی پی ایس کے افسران کے کاندھوں پر سے اشوک کی نشانی کی جگہ سینگول دیے جائیں گے۔

اب دیکھئے کہ موجودہ پارلیمنٹ کی مستحکم عمارت کی تعمیر کو ابھی سو سال بھی مکمل نہیں ہوئے ہیں۔ واضح کردوں کہ برٹش کے ماہر تعمیر ایڈون لٹینس اور ہربرٹ بیکر کے تعاون سے 1921 سے 1927 کے درمیان یہ تاریخی عمارت مکمل کی گئی تھی اور 18 جنوری 1927 کو اسے باضابطہ طور پر کھولا گیا تھا۔ 1947 تک یہ عمارت برٹش حکومت کی ملکیت رہی لیکن 1950 میں اسے حکومت ہند کو سونپ دیا گیا تھا۔ جو لوگ اس پرانی پارلیمنٹ کے ضمن میں کہتے ہیں کہ یہ انگریزوں کی نشانی ہے تو انہیں یہ ضرور سمجھنا چاہیے کہ اس عمارت کی تعمیر میں جو صرفہ آیا، وہ برٹش حکومت نے برطانیہ سے لاکر نہیں دیا تھا بلکہ اسی ملک کے لوگوں کے پیسے خرچ کیے گئے تھے اور پھر انگریزوں یا مغلوں کی کون کون سی نشانیوں کو مٹاؤ گے؟ پورے ملک کے چپے چپے میں مغلوں اور انگریزوں کی نشانیاں موجود ہیں۔ پارلیمنٹ کی یہ پرانی عمارت بھگت سنگھ، بٹوکیشور دت جیسی تاریخی شخصیات کے ساتھ ساتھ ہزاروں مجاہدین آزادی کی یادوں اور تاریخ کی گواہ ہے۔ ایسی قیمتی یادگار کو ہر ممکن طور پر قائم رکھنے کی کوشش ہونی چاہیے تھی نہ کہ اس تاریخ کو ختم کر کے نئی اور متنازع تاریخ قائم کرنے کی۔ لیکن تاریخ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے ایک غریب اور معاشی بحران سے بدحال ملک کے خزانہ کی خطیر رقم خرچ کر کے پارلیمنٹ کی نئی عمارت تعمیر کرائی گئی ہے۔ پارلیمنٹ کی اس نئی عمارت کا افتتاح کانگریس سمیت 21 سیاسی پارٹیوں کے اعتراض، احتجاج اور بائیکاٹ کے باوجود 28 مئی کو یعنی ساورکر کے 140ویں یوم پیدائش پر خود وزیر اعظم نریندر مودی نے کیا۔ ساورکر کے یوم پیدائش پر پارلیمنٹ کا افتتاح کئی سوال بھی کھڑے کرتا ہے۔ ساورکر ہندو راشٹر کے تصور کے جنم داتا ہیں، اس لیے سوال کھڑا ہونا لازمی ہے۔ اس سلسلے میں مہاتما گاندھی کے پڑپوتے تشار گاندھی نے طنزیہ انداز میں کہا ہے کہ وزیر اعظم کو نئے پارلیمنٹ کا نام ہی ساورکر سدن اور سنٹرل ہال کا نام معافی سیکشن رکھ دینا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ساورکر کو پروجیکٹ کیا جارہا ہے، اس بابت برابر سوال اٹھتے رہتے ہیں۔ کانگریس لیڈر جے رام رمیش کا کہنا غلط نہیں ہے کہ یہ ہماری عظیم شخصیات کی توہین ہے۔ یہ نہرو، بوس اور امبیڈکر جیسے لیڈروں کو پوری طرح مسترد کرنا ہے (حالانکہ یہاں پر رمیش نے مولانا آزاد کا نام نہ لے کر مسلم لیڈرشپ کو مسترد کرنے کی کوشش کی ہے)۔

اب جبکہ ایک سیاسی فیصلہ اور سیاسی مفاد کے تحت حزب مخالف جماعتوں کے بغیر صلاح ومشورہ سے ملک کے غریبوں کے گاڑھے پسینے کے ٹیکس سے پارلیمنٹ کی نئی عمارت تعمیر ہو ہی گئی ہے تو ایسے میں اب کوئی بھی اس قومی ملکیت کی مخالفت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ ہاں، اس کے افتتاح میں برتی گئی بے ضابطگی پر اعتراض اور مخالفت ضرور کی گئی ہے۔ ملک کے آئین نے پارلیمنٹ کی تشریح کرتے ہوئے بڑے ہی واضح طور پر بتایا ہے کہ 'ملک کی ایک پارلیمنٹ ہوگی جو راجیہ سبھا، لوک سبھا اور صدر جمہوریہ پر مشتمل ہوگی۔' یعنی صدر مملکت کو پارلیمنٹ کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر پارلیمنٹ نامکمل ہوگی۔ یہ بھی میں واضح کردوں کہ آئین وزیر اعظم کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ اس رو سے یہ واضح ہوتا ہے کہ چونکہ پارلیمنٹ ہندوستان کا سپریم قانون ساز ادارہ ہے اور آئین کی دفعہ 79 کے تحت صدر جمہوریہ کو دونوں ایوانوں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کو طلب کرنے، اسے معطل کرنے یا لوک سبھا کو تحلیل کرنے کا اختیار حاصل ہے، نیز صدر جمہوریہ ہندوستان کی اولین شہری اور پارلیمنٹ کی سربراہ ہیں، اس لیے بلاشبہ اس نئے پارلیمنٹ ہاؤس کا افتتاح صدر مملکت کے بجائے وزیر اعظم مودی کے ذریعہ کیا جانا نہ صرف آئین کی خلاف ورزی ہے بلکہ صدر جمہوریہ کی توہین بھی ہے۔ حزب مخالف پارٹیوں کی مخالفت دراصل حکوت کی مخالفت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ غلط اور صحیح کا مسئلہ ہے، جسے حکومت اور وزیر اعظم کو سمجھنا چاہیے تھا اور اپنے سیاسی مفادات کے بجائے قومی مفاد میں صدر مملکت سے اس نئی عمارت کا افتتاح کرانا چاہیے تھا، لیکن یہاں تو مسئلہ انا اور خودنمائی کا ہے۔ اس ضمن میں حزب مخالف نے، جنہوں نے افتتاح کے اجتمائی بائیکاٹ کا اعلان کیا ہے، ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مودی حکومت جمہوریت کے لیے خطرناک صورت حال پیدا کررہی ہے، حکومت نے آمرانہ انداز میں نئی پارلیمنٹ بنائی اور اب صدر جمہوریہ کو ہی اس تاریخی افتتاح کے موقع پر نظر انداز کیا گیا ہے، جو کہ ہماری جمہوری روایت پر سیدھا حملہ ہے۔ اس سلسلے میں کانگریس رہنما راہل گاندھی نے مرکزی حکومت پر طنز کرتے ہوئے بتایا کہ پارلیمنٹ آئینی اقدار سے بنی ہے نہ کہ انا کی اینٹوں سے۔ کانگریس کے قومی صدر ملکارجن کھڑگے نے کہا ہے کہ مودی حکومت کے تکبر نے پارلیمانی نظام کو منہدم کردیا ہے۔ انہوں نے مودی سے پوچھا ہے کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے افتتاح سے ملک کے صدر کے حق کو چھین کر آپ کیا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی نئی عمارت کے افتتاح کے موقع پر ملک کی صدر مملکت کو نظر انداز کیے جانے اور وزیر اعظم مودی کے اپنے ہاتھوں افتتاح کی ضد پر سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے آر جے ڈی نے اسے ہندوستانی جمہوریت کے لیے کالا دن قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جسے نظر انداز کردیا جائے۔ راشٹریہ جنتا دل کے ترجمان چترنجن گگن نے سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح سے راج شاہی کی علامت سینگول کو میوزیم سے نکال کر اس کا گن گایا جارہا ہے، اس سے تو یہی لگتا ہے کہ عوامی حکومت کو بدل کر راج شاہی نظام قائم کرنے کی حکمت عملی پر مرکز کی بی جے پی حکومت آگے بڑھ رہی ہے۔ حزب کے اختلاف کے ذریعہ نئی پارلیمنٹ کے افتتاح کا بائیکاٹ کیے جانے پر این ڈی اے کی جانب سے ایک بیان جاری کیا گیا ہے کہ 'افتتاحی تقریب کا بائیکاٹ آئینی قدروں کی توہین ہے۔' اس 'آئینی قدروں کی توہین' جیسے بیان پر خود بی جے پی کس قدر عمل کررہی ہے، یہ پوری دنیا گزشتہ نو برسوں سے دیکھ رہی ہے، اس لیے یہ بیان اپنے آپ میں ایک مضحکہ خیز بیان ہے۔

Scanned with CamScanner

مسلمان اور وقت کی پابندی کا فقدان

مولانا عبدالحمید اطہر ندوی

جو قوم اپنا کوئی مقصد رکھتی ہے، یا کسی پیغام کی حامل ہوتی ہے، تو وہ اپنے مقصد تک پہنچنے اور اپنا پیغام پوری دنیا میں عام کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتی، اور ہر طرح کے وسائل سے اپنی کامیابی کے لئے کوشاں وسرگرداں رہتی ہے۔ ایک ذریعہ ناکام ہوتا ہے یا کوئی طریقہ غیر مفید نظر آتا ہے تو دوسرے مفید یا زیادہ کارآمد اسلوب کو اختیار کرتی ہے، اپنے مقصد تک پہنچنے اور اپنا ہدف حاصل کرنے کے لئے اپنی جان، اپنا مال اور اپنا سب کچھ لگادیتی ہے، اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ عقل کا بھی استعمال کرتی ہے، تاکہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جائے، اور جلد سے جلد اپنے مقصد اور منزل تک پہنچا جائے۔

اس سے بھی آگے بڑھ کر جس قوم کا مقصد جتنا بلند اور پیغام جتنا اعلیٰ ہوگا، وہ اسی قدر جدوجہد کرے گی اور اپنی بے انتہا قربانیاں اپنے مقصد کے راستے میں پیش کرے گی۔ ہم مسلمانوں کا یقین ہے اور یہ حقیقت بھی ہے، جس کا اپنوں اور غیروں نے اعتراف بھی کیا ہے کہ دنیا میں سب سے اعلیٰ اور برتر قوم امت مسلمہ ہے، کیوں کہ وہ اپنے ساتھ ایک زندۂ جاوید پیغام رکھتی ہے، جو قیامت تک آنے والوں کے لئے ہے، اور اس کی تہذیب مبنی برانصاف ہے۔ اس پیغام اور اس تہذیب کو پہنچانے کی ذمہ داری ہر مسلمان کی ہے، چاہے وہ پڑھا لکھا ہو، یا نہ ہو، صرف زبان سے کہنے اور قلم سے لکھنے کی حد تک نہیں، بلکہ عملی میدان میں اتر کر کام کرنے کی ذمے داری ہے، جو ذمے داری اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمانوں پر عاید کی گئی ہے، اس ذمے داری سے کسی بھی مسلمان کو مفر نہیں، جو بھی اسلام کا نام لیوا ہے، وہ اس ذمے داری کا مخاطب ہوجاتا ہے۔

آج کے مسلمانوں پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان اپنی ذمے داری سے غافل ہیں، بہت کم مسلمان اپنے اس فریضے کو انجام دے رہے ہیں، ان میں بھی مخلصین کی تعداد کم ہے، اس کی وجہ کیا ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس پر غور کرنے اور اس کا حل پیش کرنے کی ضرورت ہے، ان حالات کے بہت سے اسباب وعوامل ہیں، جن کا احاطہ ایک مضمون میں کرنا ناممکن ہے، ان میں سے ایک اہم اور بنیادی سبب امت مسلمہ میں "وقت کی پابندی" کا فقدان ہے اور وقت کے صحیح استعمال سے دوری ہے، امت مسلمہ کا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

زندہ قوموں کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنا وقت ضائع نہیں کرتی اور اپنا ہر لمحہ ملک وملت کی تعمیر وترقی میں صرف کرتی ہے۔ دوسری طرف مردہ قوموں کی نشانی یہ ہے کہ اس کے بڑے بوڑھے، بچے اور نوجوان سب اپنا وقت قہوہ خانوں، ہوٹلوں، کھیل کے میدانوں، بے کار کی باتوں اور بے فائدہ چیزوں میں ضائع کردیتی ہیں۔ دو قوموں کے درمیان اس فرق کے تناظر میں ہم امت مسلمہ کا جائزہ لیں تو امت کی تاریخ میں ہمیں عروج وزوال کا بنیادی سبب یہی نظر آتا ہے کہ جب امت نے وقت کا صحیح استعمال کیا اور وقت کی پابندی کو اپنا فریضہ سمجھا تو چند ہی سالوں میں امت ترقیوں کی انتہا پر پہنچ گئی، اور زندہ قوم کہلائی۔ دوسری صورت میں امت زوال کے غار میں گرگئی اور دوسری قوموں نے ترنوالے کی طرح اس کو ہڑپ لیا۔

آج مسلم قوم کے ناگفتہ بہ حالات پر سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا بنیادی سبب وقت کی پابندی کا فقدان اور اس کا ضیاع ہے، ورنہ اِسی زمانے میں دوسری قومیں ترقیوں کی راہ پر گامزن ہیں اور روز بروز ترقی کے منازل طے کررہی ہیں، کوئی بھی چیز ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔ صرف مسلمانوں کی ترقی میں رکاوٹیں کیوں نظر آرہی ہیں؟ اس کا سبب یہی ہے کہ آج مسلمان اپنے وقت کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں، انہیں اپنے مقصد اور پیغام پر یقین نہیں، اور اپنے وقت کو اپنے مقصد سے مربوط نہیں کررہے ہیں۔ امت مسلمہ کی ترقی اسی وقت ممکن ہے، جب امت کا ہر فرد اپنا وقت فضولیات میں ضائع کرنے کی بجائے اسلام کے پیغام کو پھیلانے اور اپنی ذات اور اپنی قوم کو ترقی دینے میں لگائے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود اس دنیا میں پرسکون زندگی گزاریں گے اور دوسرے کی پرسکون زندگی کا سبب اور ذریعہ بنیں گے، لیکن امت میں یہ احساس کیسے بیدار کیا جائے کہ وہ مردہ قوم کی فہرست سے نکل کر زندہ اور ترقی یافتہ قوم کی نشانی بن جائے؟ اس کے لئے چند امور پر توجہ دینا ضروری ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

اسلام وقت کو کیسے منظّم کرتا ہے؟ جتنی زیادہ توجہ اسلام نے وقت پر دی ہے کسی اور مذہب نے نہیں دی ہے، اگر کوئی مسلمانوں کی زندگی پر غور کرے گا تو وقت کے میدان میں اس کو بڑی عجیب وغریب باتیں نظر آئیں گی۔ کیونکہ مسلمان کو متعین وقت پر جاگنا ضروری ہے، پانچ وقت نماز پڑھنا لازمی ہے، اس کے بعد دوسرے اوقات میں وہ اپنے کاموں میں مشغول ہوجاتا ہے (اپنے دین کی سمجھ رکھنے والا مسلمان کبھی بھی بیکار نہیں رہ سکتا) متعین وقت پر وہ کھاتا ہے، اور کچھ وقت اپنے معاشرے کی خدمت اور اپنی ذمے داریوں کو انجام دینے کے لئے مخصوص کرتا ہے۔ ان جیسے لوگوں کا دوسری قوموں کے ساتھ کیا مقابلہ ہوسکتا ہے جنہوں نے وقت کا احترام کیا، اس کی قدر وقیمت پہچانی اور اس کو تعمیری کام، تعمیر اور ترقی کے ارادوں میں تبدیل کردیا؟ ان کا امت کے ان فرزندوں کے ساتھ کیا واسطہ ہے جن کو بہترین امت کا لقب دے کر لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالا گیا تھا؟ بلکہ ہمارا اپنی دینی تعلیمات کے ساتھ کیا تعلق ہے، اللہ رب العزت نے فجر کے وقت کی، چاشت کے وقت کی، عصر کے وقت کی، سورج کی، رات کی اور دن کی قسم کھائی ہے، آخر کیوں؟ مسلمانوں اور اسلامی معاشرے میں وقت کی اہمیت پر دلالت کرنے کے لئے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ قسمیں کھائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انسان کے قدم قیامت کے دن اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا، اس کی عمر کے بارے میں کہ اس کو کہاں لگایا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ کہاں صرف کیا، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو، موت سے پہلے زندگی کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، فقر سے پہلے بے نیازی کو، بیماری سے پہلے صحت کو اور مشغولیت سے پہلے فراغت کو"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی نعمتوں میں سے دو نعمتیں ایسی ہیں جس کی بہت سے لوگ قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت" (بخاری)۔

کاموں سے اوقات کا فارغ رہنا بہت بڑی نعمت ہے، جب بندہ اس نعمت کی ناشکری کرتا ہے تو اپنے اوپر خواہشات کے دروازے کھول دیتا ہے اور شہوتوں کو پورا کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں اللہ اس کو پریشانی میں مبتلا کردیتا ہے اور اس کے اطمینان قلب کو چھین لیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت والے کسی چیز پر حسرت نہیں کریں گے، صرف اس وقت پر حسرت کریں گے جو اللہ کے ذکر کے بغیر گزارا ہو"۔ اسلام کی نظر میں وقت ہر وہ چیز ہے جو زندگی میں پائی جاتی ہے اور مسلمان سے قیامت کے دن صرف اس کی عبادت اور ذکر کے بارے میں ہی پوچھا نہیں جائے گا بلکہ اس کی عمر کے بارے میں بھی سوال ہوگا (اور عمر متعین لمحوں کا نام ہے) کہ اس نے کن کاموں میں صرف کی؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جس کا آج کا دن کل کے دن کی طرح ہی ہو تو وہ ناشکرا ہے اور جس کا آج کا دن کل سے بدتر ہو تو وہ ملعون ہے"۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقت کا ضیاع موت سے زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت کا ضیاع تم کو اللہ اور اخروی زندگی سے دور کرتا ہے اور موت تم کو دنیا اور دنیا والوں سے دور کرتی ہے"۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی وقت کے ضیاع پر روشنی ڈالتے ہوں کہتے ہیں: "جو اپنا وقت برباد کرتا ہے وہ خود اپنا قتل کرتا ہے، یہ سلو پوائزن خودکشی ہے جس کا ارتکاب وہ لوگوں کے سامنے کرتا ہے لیکن اس کو کوئی سزا نہیں دیتا"۔

ان ربانی تعلیمات اور بیش قیمت قیادتی نمونوں کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کے لئے یہ صحیح ہے کہ وہ دوسرے پر بوجھ بنا رہے، کوئی منصوبہ ترتیب نہ دے، کوئی متعین کام نہ کرے، اس کا ایمان غیبی بھروسہ اور تقدیر کاہلی میں تبدیل ہوجائے، وہ ہر چیز کو مشیت الٰہی سے تعبیر کرے جب کہ مشیت سے مراد مثبت کام کرنے والا متحرک انسان ہے۔ ترقی یافتہ قومیں پانچ نکاتی یا دس نکاتی منصوبے بناتی ہیں، حال اور مستقبل کو زمانہ سے مربوط کرتی ہیں۔ پھر اسی بنیاد پر اپنا محاسبہ کرتی۔ اگر آپ ایک سال میں کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو دو سال تک اس کام کا طول پکڑنا صحیح نہیں ہے۔ (۱) سب سے پہلے ہم زندگی کی نبض کا اندازہ لگائیں، اور ہماری حیویت کو اس کی حیویت کے ساتھ ملادیں، اس کے بعد ہم زندگی کو اس کی ڈگر پر چھوڑ کر نتائج کا انتظار کریں۔ (۲) وقت کی پابندی سے قوم کے عروج وزوال میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، امت کو اس سے تفصیل کے ساتھ واقف کرایا جائے۔ (۳) وقت کی پابندی کرنے والی قوموں اور قائدینِ اسلام کی مثالیں مسلمانوں کے سامنے پیش کی جائیں اور ہر فردِ مسلم کو اس سے واقف کرانے کی کوشش کی جائے۔ مہذب انسان جو اپنے نفس اور اپنے وقت کی قیمت جانتا ہے وہ حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہے اور زمانہ کو اپنی مٹھی میں کرتا ہے۔ جاپان تھوڑی ہی مدت میں اپنی گوشہ نشینی اور گمنامی سے نکل کر سب سے زیادہ ترقی یافتہ صنعتی ملک بن جاتا ہے، وہ بیداری کا راستہ صرف دس سالوں میں طے کرتا ہے، اس سے زیادہ نہیں، جب کہ اسی راستہ پر یورپ ایک صدی سے چلتا آرہا ہے۔ (۴) عوام الناس میں بیداری مہم چلائی جائے، جس کے لئے وقت کے صحیح استعمال اور وقت کی پابندی کے تمام پہلوؤں پر کثرت سے مضامین شائع کئے جائیں، محاضرات دیے جائیں، تقریریں کی جائیں، کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کے مختلف مقابلے منعقد کیے جائیں، وقت کے صحیح استعمال کے طریقے بیان کیے جائیں، اس سے متعلق کہانیاں، مضامین لکھے جائیں اور پیش کیے جائیں۔ (۵) ابتدائی عمر ہی سے ایسے منصوبے ترتیب دیے جائیں کہ بچے وقت کی پابندی کی خود بخود ٹریننگ حاصل کریں اور وقت کے صحیح استعمال کا جذبہ بچپن ہی سے ان میں پیوست ہوجائے۔ (۶) کھیل کود کے مقابلوں میں بھی وقت کی پابندی اور وقت مقرر پر میدان میں پہنچنے کی تاکید کرکے ہر کام میں اور خصوصاً اپنی پوری زندگی میں وقت کی پابندی کی اہمیت اجاگر کی جائے، تاکہ کھیل بھی صرف کھیل ہی نہ رہے، بلکہ تربیت کا میدان بھی بن جائے۔

وقت کو صحیح انداز میں منظّم کرنے کے لئے تین چیزوں کا سمجھنا ضروری ہے: (۱) وقت کی قدر وقیمت (۲) وقت کی منصوبہ بندی (۳) اور اس منصوبے کے مطابق اپنی زندگی گزارنا۔ چند سال پہلے "سوشل ٹریننگ کورس" میں شرکت کے لئے میرا کویت جانا ہوا، ہر دن کسی نہ کسی اسلامی اسکالر اور پروفیسر کا محاضرہ ہوتا، ایک دن ایک نوجوان پروفیسر تشریف لائے، ان کی عمر 30 سال تھی، انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو ہم سب دنگ رہ گئے، اتنی کم عمر میں انہوں نے ایک ہزار کتابیں پڑھ لی تھیں، یہ مطالعہ صرف سرسری نہیں تھا، انھوں نے اپنے مطالعے کا طریقۂ کار بھی بتایا کہ کبھی بھی کسی بھی پڑھی ہوئی کتاب سے استفادہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو صرف چند منٹوں میں اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ جاتے ہیں، جس کو ہم بغائر نظر مطالعہ کہہ سکتے ہیں، اس کے علاوہ یہ پروفیسر تقریباً 25 کتابوں کے مصنف بھی ہیں، ان کا نام ڈاکٹر عبداللہ عثمان۔ ہم لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ اتنے سارے کام اتنی کم مدت میں کرنا کیسے ممکن ہوا؟ انھوں نے کہا: میں اپنی پوری زندگی کا پلان اپنے ساتھ رکھتا ہوں، یہ پلان سالوں پر تقسیم ہے، ہر سال کا پلان مہینوں پر، ہر مہینے کا ہفتوں میں اور ہر ہفتے کا دنوں میں تقسیم ہے، جب تک اُس دن کا کام مکمل نہیں ہوتا مجھے اطمینان نہیں ہوتا، اور ہر دن کا کام الحمدللہ آسانی کے ساتھ مکمل ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ میرے سامنے اس دن کا ٹارگیٹ رہتا ہے، اور جس کے سامنے کوئی ٹارگیٹ رہتا ہے وہ اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے، کوئی چیز اس میں رکاوٹ نہیں بنتی، پھر انھوں نے اپنی زندگی کا مکمل پلان پردے پر دکھایا۔

اس کا مکمل طریقۂ کار ہے کہ کس طرح اپنی زندگی کا منصوبہ اور پلان بنایا جائے اور اس کو مرحلہ وار سالوں، مہینوں، ہفتوں اور دنوں میں کس طریقے سے تقسیم کیا جائے، اس دوران آنے والی رکاوٹوں کو کس طرح دور کیا جائے، اس کے طریقے کیا ہیں؟ دوسرے الفاظ میں وقت کو کیسے منظّم کیا جائے اور صحیح طور پر اس سے کیسے فائدہ اٹھایا جائے؟ وقت ہر حال میں گزر جائے گا، اب ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ اس کو ہمارے لیے سودمند بنانا ہے یا نقصان دہ، کیونکہ وقت غیر جانبدار ہوکر کھڑا نہیں رہتا بلکہ وہ یا تو ہمارا سخت دشمن ہے یا بہت ہی جگری دوست، اسی لیے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے وقت کو کیسے منظّم اور مرتب کریں؟ ہم اپنے وقت کو کیسے قیمتی اور مفید بنائیں؟ اس کو ہم اپنی ذات، معاشرہ، قوم اور امت کے مفاد میں کس طرح استعمال کریں؟ اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو وقت کی قدر کرنے اور اسے صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

رشتوں کے انتخاب کا معیار

مولانا احمدومیض ندوی

نکاح میں ہونے والی بے اعتدالیوں کے سبب ملت اسلامیہ پر جو آفتیں آپڑی ہیں اس سے ہر شخص واقف ہے،نئی نویلی دلہنوں کی خودکشی کے واقعات طلاق کی کثرت،گھوڑے جوڑے کی لعنت کے سبب نکاح میں تاخیر سے مسلم لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی رچانا،غریب والدین کا قرض کے بوجھ تلے دب جانا،شادی خانوں میں مردوخواتین کا اختلاط، ویڈیو کے ذریعے فحاشی اور بے حیائی کا فروغ، اسراف وفضول خرچی، ناچ گانا اوران جیسی خرابیوں کے سبب مسلم معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے، اگراس مسئلہ کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو اس کا بنیادی سبب رشتہ کے انتخاب کا غلط اور غیر اسلامی معیار نظر آتا ہے،اس وقت بیشتر والدین کی نظر میں معیاری رشتہ کا مطلب حسن اور دولت ہے، جہاں حسن ظاہر کے ساتھ مال وافر جمع ہوجائے،بس لوگ اس رشتہ پر ٹوٹ پڑتے ہیں،دین داری اور حسن سیرت وکردار کو ثانوی بھی نہیں ثالثی درجہ دیا جاتا ہے بعضوں کے یہاں تو دین دارای کا مسئلہ زیر غور آتا ہی نہیں، جب بنیاد ہی غلط اور کمزور ہو تو اس پر تعمیر ہونے والی ساری عمارت غیر مستحکم ہوجاتی ہے،ازدواجی زندگی کی کامیابی کا دارومدار زوجین کی آپسی محبت پر ہوتا ہے اور حقیقی خلوص ومحبت دین سے پیدا ہوتا ہے، مال کو بنیاد بنا کر ہونے والے نکاح عموما خلوص ومحبت کی روح سے عاری ہوتے ہیں،لاکھوں روپے گھوڑے جوڑے کے طور پر دینے والی لڑکی شوہر کی کبھی مخلص نہیں ہوسکتی،دین کے بعد حسن وجمال کی رعایت کوئی بری چیز نہیں ہے،اسی طرح مالی اعتبار سے اپنے کفو کی تلاش میں بھی قباحت نہیں ہے،لیکن رشتہ کی بنیاد مال وجمال پر ہو اور دینداری کو بالکل نظر انداز کرنا انتہائی کم عقلی کی بات ہے۔ہم جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں،انہوں نے رشتہ کے انتخاب کا معیار دین کو بتایا ہے،ارشاد ہے عورت سے عموما نکاح چار چیزوں کے سبب کیا جاتا ہے اس کے مال،اس کے جمال،اس کے خاندان اور اس کی دین داری کے سبب،تم دیندار عورت کو ترجیح دے کر کامیابی سے ہمکنار ہوجاؤ (مشکوۃ) دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں دینی اعتبار سے پسندیدہ رشتہ مل جائے تو فورا نکاح کرلو،اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا۔(مشکوۃ)

صحابہ،تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین نے دین ہی کو معیار بنایا لیکن جب مسلمان دینی اعتبار سے انحطاط کا شکار ہوگئے تو دین کے بجائے مال وجمال معیار ٹھہرا حضرت سیدنا عمر نے اپنے صاحبزادے کے رشتہ کے لئے ایک معمولی گھرانہ کی ایسی لڑکی کا انتخاب کیا جس کا دل خوف خدا سے لبریز تھا،رات کو گشت کررہے تھے تو ایک گھر سے آواز آرہی تھی کہ بیٹی دودھ میں پانی ملادو، بیٹی کہنے لگی اگر امیر المؤمنین کو اطلاع ہوجائے تو وہ سخت سزادیں گے،ماں نے کہا اس وقت تو امیر المؤمنین ہمیں نہیں دیکھ رہے ہیں پھر ڈر، کس بات کا لڑکی نے کہا کہ ماں اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔امیر المؤمنین نے اس گھر پر نشان لگایا اور پھر تحقیق کرکے اس لڑکی کو اپنی بہو بنایا،حضرت سعید ابن المسیب کی لڑکی کے لئے خلیفہ کے صاحبزادے کا رشتہ آیا تھا لیکن اس کو ٹھکرادیا اور اپنے پاس پڑھنے والے ایک معمولی طالب علم سے نکاح کردیا۔

مال یا جمال یہ دونوں چیزیں وقتی اور عارضی ہیں، جوں جوں عمر گذر جاتی ہے حسن ڈھلنے لگتا ہے اور حسن کے ڈھلنے کے ساتھ محبت میں بھی کمی آنی شروع ہوتی ہے، اس طرح دولت بھی پائیدار نہیں ہوتی لڑکی والوں کی جانب سے چاہے قارون کا خزانہ مل جائے بہرحال ختم ہوگا، پائیدار دین واخلاق ہوتے ہیں جن کی قدم قدم پر ضرورت پڑتی ہے، دیندار میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی بہتر طریقہ پر کرسکتے ہیں، مال اور حسن وجمال کو بنیاد بنا کر طے ہونے والے رشتے کس قدر ناکام اور ناپائدار ہوتے ہیں اور حسن کس قدر جلد ماند پڑ جاتا ہے اس کا اندازہ ودرج ذیل واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔یہ چند نمونے پڑوسی ملک کی ایک ویب سائٹ سے لئے گئے ہیں۔جو ہماری عبرت کے لئے کافی ہیں:

(1) انہوں نے اپنی بہو کے لئے بہت پاپڑ بیلے تھے دوجگہ جگہ جا کے لڑکیاں دیکھتی تھیں انہیں بہت ہی دبلی پتلی SLIM کی لڑکی درکار تھی جس کا حسن چاند کو بھی ماند کرتا ہو نیز اس کا قد لمبا ہو اور وہ کم از کم ڈاکٹر یا انجینئر ہو،اس مقصد کے لئے انہوں نے کہاں کہاں ناشتے نہیں کئے، دوتین جگہ ایسا بھی ہوا کہ لڑکی والوں کے گھر میں انہیں لڑکی پسند آگئی اور انہوں نے والدین کو اپنی منظوری سے بھی مطلع کرایا لیکن گھر جا کر انہیں نہ جانے کیا ہوا کہ ان کے ارادے بدل گئے اور انہوں نے فون کرکے لڑکی والوں کو مطلع کیا کہ وہ ابھی ایک دو گھر اور دیکھ رہی ہیں،لڑکا ان کا لمبے قد کا اور ایم بی اے MBA تھا تاہم اس کا رنگ نسبتا دبا ہوا تھا، ان کی خواہش تھی کہ ان کے لڑکے کی بہو آئے تو وہ دراز قد ہو،کوہ قاف کی پریوں جیسی ہو،اور بالکل دبلی پتلی ہو، یوں بہت جدوجہد کرکے آخر کار انہیں اپنی موجودہ بہو پسند آگئی تھی لیکن قدرت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں جس لڑکی کو SLIM ہونے لحاظ سے وہ پسند کرکے لائی تھیں، شادی کے بعد اس کے جسم نے از خود پھیلنا شروع کردیا، شادی سے پہلے ان کی بہو محض 45 کلو کی تھی لیکن شادی کے ڈیڑھ سال بعد وہ بڑھ کر 60 کلو کی ہوگئی، یوں اس کا اسمارٹ سا بدن گول مٹول بدن میں تبدیل ہوگیا شوہر اور ساس نے بہت ڈائٹنگ کروائی مگر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور یوں محض ڈیڑھ سال بعد ساس صاحبہ کی ساری جدوجہد اکارت گئی، جس موٹی لڑکی کو وہ اپنے گھر سے دور رکھنا چاہتی تھیں وہ خود ان کے گھر میں مستقل طور پر آکے بیٹھ گئی۔

(۲) یہ ایک دوسرے گھرانے کا قصہ ہے،انہیں اپنی بہو کے لئے بہت ساری شرائط تو نہیں چاہئے تھیں تاہم حسن پر سمجھوتہ کرنے پر وہ ہرگز تیار نہ تھے، تین چار لڑکیاں انہوں نے ایسی چھوڑی تھیں جن میں اگرچہ چمک دار حسن تو نہ تھا لیکن سیرت میں وہ دوسری بہت سوں سے آگے تھیں، خود ان کے محلے والے کہا کرتے تھے کہ جن گھروں میں یہ لڑکیاں جائیں گی، اپنے حسن کردار سے وہ ان گھروں میں اجالا کردیں گی لیکن اس گھرانے کو حسن کردار کی نہیں حسن رخسار کی تلاش تھی، یوں بالآخر انہوں نے ایک مہ جبیں پر ہاتھ رکھ ہی دیا، یہ بیٹی واقعی ہمارے بیٹے کی دلہن بنے کے لائق ہے بڑکے کی والدہ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ادھر وہ اپنے بہو کو شادی کرکے لائیں اور ادھر محض ایک سال کے عرصہ میں مہ جبیں کے پیروں میں سفید داغ پڑنے لگے انہیں بہت تشویش ہوئی اور اس کا علاج بہتر سے بہتر کرایا لیکن سفید داغ رکنے کے بجائے مزید بڑھنے لگے پورا چہرہ برص کی رنگت میں تبدیل ہوگیا، یہ حسین سے زیادہ حسین تر ہوئی لیکن اس طرح کہ اس کی کشش داغ دھبوں میں کہیں دب گئی حسین سے حسین تر کی تلاش میں تمام جدوجہد ایک سال بعد آخر اکارت گئی۔

(۳) یہ ایک تیسرے گھرانے کی المناک داستان ہے۔لڑکا انجینئر لیکن اسے ایک ایسی کمانے والی لڑکی درکار تھی جس کی آمدنی کم از کم دس ہزار روپے ماہانہ ہو لڑکے کی فرمائش پر ماں باپ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے گھر کے چکر لگاتے رہے انہیں لڑکیاں ملتی رہیں کیونکہ آج کل لڑکیوں کی ملازمت کرنے کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے لیکن جو بھی ملازمت پیشہ لڑکی ملتی اس کی تنخواہ چھ سات ہزار روپئے سے زیادہ نہ ہوتی، ان کا بیٹا ایسی لڑکیوں کو فورا نا منظور کردیتا۔آخر کار اس کے والدین کو ایک پرسنل سیکریٹری لڑکی مل ہی گئی تنخواہ بھی اس کی دس ہزار سے زیادہ گیارہ ہزار تھی لڑکے کی تو گویا چاندی ہی ہوگئی اسے ایسے ہی شاندار کماؤ پوت کی تلاش تھی، اب ہم دونوں کی تنخوا میں ملا کہ ایک شاندار رقم بن جائے گی جس کے بعد ہم ایک چھوٹی سی خوبصورت کار لیں گے اور چند سالوں کے بعد پچاس گز کا ایک حسین سا مکان لیں گے لڑکا تصورات میں اپنے تابناک مستقبل پر ناز کرتا لیکن جب وہ لڑکی اس کی بیوی بن گئی تو اس کے اصل جوہر کھلنے لگے، میں اس تنخواہ میں تمہیں حصہ دار نہیں بننے دوں گی یہ آمدنی میری ذاتی ہے۔لڑکی اپنے شوہر سے کہتی بیوی بچوں کا خرچ اٹھانا شوہر کے ذمہ ہے بلکی دلائل دیتی، یوں اس گھر میں تنخواہ کے مسئلہ میں کھینچا تانی شروع ہوگئی، آئے دن میاں بیوی میں جھگڑا ہونے لگا لڑکا کہتا کہ اگر تم اپنے پیسے نہیں ملاؤ گی تو میں بھی اپنی تنخواہ تم پر خرچ نہیں کروں گا، آج ان کا یہ حال ہے کہ دونوں کا سکون لٹ گیا ہے لڑکی آئے دن اپنے میکے جاتی رہتی ہے۔تابناک مستقبل اور حسین وجمیل لڑکے کا خواب ابتدا ہی میں چور چور ہوکے رہ گیا۔

یہ محض چند مثالیں ہیں ورنہ ہمارے معاشرہ میں ایسے واقعات روزمرہ کا معمول ہیں، رشتوں کے انتخاب میں دین اور حسن کردار کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گھر کا سکون برباد ہوگیا ہے، کتنے خاندان عدالتوں کے چکر کاٹ رہے ہیں اور کتنے خاندان اجڑ گئے، یہ سب پیغمبر نے کی ہدایت کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ ہے۔تو کیا ہمارے قارئین ان واقعات سے عبرت حاصل کریں گے؟

انسان کی کامیابی کا انحصار

سقراط کے نام سے کون واقف نہیں ہے،اس کا شمار یونان کے بڑے حکماء میں ہوتا ہے، وہ رات دن جنگلوں اور پہاڑوں میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں سرگرداں رہتا تھا، اسی سقراط کا ایک واقعہ یوں نقل کیا گیا ہے ایک دن وہ جڑی بوٹیوں کی تلاش میں تھک کر چور ہوگیا اور شام کے وقت شہر کی طرف آرہا تھا کہ نیند نے آلیا سڑک کے کنارے ایک پتھر پر ٹانگیں اٹکا کر بیٹھ گیا اور جلد ہی گہری نیند میں چلا گیا۔اتفاق سے بادشاہ وقت کی سواری نکلی،نقیب اور چوبدار، ہٹو بچو کی آواز لگاتے ہوئے آرہے تھے مگر سقراط بیچارہ کب کا تھکا ماندہ تھا،نہ اس کے کان میں ہٹو بچو کی آواز آئی اور نہ کسی نقیب کی آواز نے اس کے کانوں کو کھٹکھٹایا، پڑا ہوا سوتا رہا، یہاں تک کہ بادشاہ کی سواری قریب آگئی، بادشاہ کو بہت غصہ آیا، بادشاہ غصے میں سواری سے اترا اور اسے لات مار کر کہا او احمق اٹھتا نہیں ہے؟ سقراط بیچارہ آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھا اور بادشاہ کو غور سے دیکھنے لگا، بادشاہ نے کہا: احمق تو جانتا ہی نہیں ہے کہ میں کون ہوں؟ اس نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا: جی ہاں میں اس پر غور کررہا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ اب تک میں اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ شاید آپ جنگل کے درندے معلوم ہوتے ہیں، اس لئے کہ درندے کی عادت ہے کہ وہ زمین پر پاؤں مارتے ہوئے اور دھول اڑاتے ہوئے چلا کرتا ہے آپ نے چونکہ ٹھوکر ماری تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ شاید جنگل کا کوئی درندہ آگیا ہے۔بادشاہ غصہ سے لبریز ہوگیا اور کہا: جاہل احمق تو نہیں جانتا کہ میں بادشاہ وقت ہوں اتنے اتنے قلعے میرے قبضہ میں ہیں عصائے شاہی میرے ہاتھ میں ہے، تاج شاہی میرے سر پر ہے، بے شمار خزانوں کا مالک ہوں، سقراط نے کہا: اے احمق تو نے جتنی چیزیں اپنی بڑائی اور بزرگی میں گنوائی ہیں، قلعہ دولت، تاج، اور شاہی عصا یہ ساری چیزیں تو تجھ سے باہر کی ہیں تیرے اندر کون سا کمال ہے، جس پر تو فخر کرے، یہ باہر باہر کی چیزیں ہیں، تاج اگر اچھا ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے اچھا ہے، تجھے اس سے کتنا شرف ملا اور پوشاک خوشنما لگ رہی ہے۔یہ ایک کپڑے کی خوبی ہے تیرے ذات کی اس میں کیا خوبی ہے، روپے پیسے نے اگر تجھے چھوڑ دیا تو تو ذلیل ہوجائے گا، تیری عزت ختم ہوجائے گی۔یہ کیا عزت ہوتی ہے اندر کچھ نہیں اور بیرونی چیزوں پر مدار رکھے ہوئے ہیں اگر تو کمال اور بڑائی جتاتا ہے تو اپنے اندر کا کمال پیش کر، یہ سن کر بادشاہ کا سر جھکتا گیا وہ سوچ رہا تھا کہ واقعی بات سچی ہے، میرے اندر تو کوئی کمال نہیں، یہ شخص نادر ہے، باکمال ہے جب کہ میں اندر سے بالکل خالی ہوں۔

معاملہ صرف ایک فرماروائے وقت کا نہیں ہے، بات صرف ایک بادشاہ کی نہیں ہے، بلکہ ہر شخص اس وقت باہر کے کمال پر انحصار کرتے نظر آرہے ہیں، مادیت پرستی اور دین بیزاری کے اس دور میں ہر شخص کا مقصود نظر بیرون کی آراستگی اور ظاہر داری بنی ہوئی ہے، کسی نے مال ودولت کو قابل افتخار سمجھ رکھا ہے تو کسی کو اپنی عزت خوشنما لباس میں نظر آرہی ہے، جس کو دیکھئے بس باطن کو اجاڑ کر ظاہر کو تعمیر کرنے میں لگا نظر آتا ہے ایک شخص بظاہر جس قدر مہذب شائستہ اور جاذب نظر معلوم ہوتا ہے، اندرونی طور پر اتنا ہی کھوکھلا ہوتا ہے، اسلامی تعلیمات اللہ کی شریعت اور رسول کی روایات آدمی کے اندرون کو سنوارتی ہیں، اسے باطنی خوبیوں اور کمالات سے آراستہ کرتی ہیں، ظاہری خوبیوں اور صفائی کی اہمیت اپنی جگہ۔اسلام ظاہر کو بالکل نظر انداز نہیں کرتا لیکن انسان کی کامیابی کا انحصار اندرون کے بننے پر ہے، ارشاد خداوندی ہے يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الشعراء:۸۸۔۸۹) اس (قیامت) دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد سوائے اس کے جو اللہ کے پاس شرک اور روحانی امراض سے پاک دل لے کر آئے۔اسی مضمون کو معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ادا فرمایا: ان اللہ لا ینظر الی صور کم و أموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و أعمالکم (مسلم) اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مال ودولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

قرن اول کے مسلمان ظاہر کے لحاظ سے بڑے خستہ حال تھے لیکن انہوں نے اپنا اندرون بنالیا تھا،نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں دنیا وآخرت کی سرخروئی حاصل ہوئی، حضرت بلال حبشی حبش کے غلام تھے نہایت کالے کلوٹے تھے ظاہری اعتبار سے ان میں کوئی کشش نہ تھی لیکن اتنا اونچا مقام کہ نبی رحمت نے جنت میں ان کے چلنے کی آواز سنی، اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ انہیں سیدنا کہہ کر پکارتے تھے، یہ سب باطنی کمال کی وجہ سے تھا۔باطنی کمال آدمی کو طاقت ور اور مضبوط بناتا ہے، باطنی کمال کے حامل تھوڑے سے افراد بڑی سی جمعیت پر بھاری ہوتے ہیں جب کہ باطنی کمال سے عاری جم غفیر میدان سے راہ فرار اختیار کرتا ہے حضرات صحابہ تعداد میں تھوڑے تھے لیکن ان کا اندرون بنا ہوا تھا، جس کے سبب وہ اپنے دشمنوں کی کثیر تعداد پر غالب آگئے لیکن بعد کے زمانوں میں جب مسلمان اندرونی اوصاف سے خالی ہوگئے تو دشمن ان پر ٹوٹ پڑنے لگے، شاید اسی زمانہ کی پیشن گوئی کرتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قریب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے کہ تم پر دنیا کی قومیں اس طرح ٹوٹ پڑیں گے جیسے کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت تعداد میں بہت تھوڑے ہوں گے؟ حضور نے فرمایا: ”نہیں تم اس وقت بڑی تعداد میں ہوگے لیکن (اندرون سے بالکل کھوکھلے ہوگے) کہ سمندر کی جھاگ کی طرح تمہاری حیثیت ہوگی، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تم میں وھن پیدا کرے گا لوگوں نے دریافت کیا وھن کیا چیز ہوتی ہے؟ حضور نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کا خوف۔اس نبوی ارشاد کا ایک ایک لفظ دور حاضر کے مسلمانوں پر فٹ ہوتا نظر آتا ہے، صحابہ کے دور کے مسلمان چند تھے لیکن ان کا اندرون بنا ہوا تھا جس کے نتیجہ میں وہ ہزاروں پر بھاری تھے، آج کے مسلمان تعداد میں کسی دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے کم نہیں لیکن اندر سے کھوکھلے ہونے کے سبب اقوام عالم میں ان کا کوئی وزن نہیں ہے۔(ماخوذ: الحسنات۔رام پور، ستمبر 2008ء)

Scanned with CamScanner

موبائل اور انٹرنیٹ میں بے جا وقت ضائع نہ کریں

محمد خان مصباح الدين
(مدينه منوره، سعودی عرب)

یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے انسانوں کو جو فکر و فن کی صلاحیت بخشی ہے اسے استعمال میں لا کر ہم دنیا اور سماج کو فائدہ بھی پہونچا سکتے ہیں اور نقصان بھی، اکثر ایجادات اور نئی چیزوں کا استعمال فائدہ مند بھی ہے اور نقصان دہ بھی، جب کسی چیز کا استعمال اپنی حد میں ہو تو وہ فائدہ منداور نفع بخش ہے مگر جیسے ہی اس کا استعمال اپنے حدود سے تجاوز کر جائے تو وہی انسان اور انسانیت کے لیے مضر اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

جو بھی چیزیں ہم مارکیٹ سے اپنے استعمال کے لیے لاتے ہیں وہ کسی نہ کسی اعتبار سے انسانوں کے لیے اس وقت تک ہی فائدے مند ہیں جب تک کہ اس کا استعمال ناجائز طور پر نہ ہونے لگے۔ چنانچہ اپنے اطراف اور اپنے ماحول میں دیکھیں کہ موبائل فون اور انٹرنیٹ آج کس اعتبار سے لوگوں پر حاوی ہے اور ہر شخص کی ضرورت بنا ہوا ہے، موبائل فون نے غیر معمولی مسافتوں کو سمیٹ کر بہت سی چیزوں کو لوگوں کی جیب میں کر دیا ہے، ہزاروں لاکھوں میل دور یہاں تک کہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں بیٹھا ہوا شخص پل بھر میں ہمارے روبرو ہوتا ہے، کسی سے گفت وشنید کی ضرورت محسوس ہوئی تھوڑی ہی دیر میں ہم اس سے جڑ کر ایک دوسرے سے ہم کلام ہو رہے ہوتے ہیں۔

خط و کتابت جسکے لیے ہمیں نہ جانے کتنے ہی وسائل کا سہارا لے کر کئی دن، کئی ہفتے اور مہینوں انتظار کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگ جاتے تھے مگر آج اسی موبائل اور انٹرنیٹ نے ہماری اس پریشانی کو بھی حل کر کے رکھ دیا ہے، ہم چند ثانیے میں خط و کتابت کہیں بھی پہونچانے کا آلہ کار رکھتے ہیں یہ اللہ کی نعمت ہے جس کے لیے ہمیں اس کا شکر ادا کرنی چاہیے۔

جس اعتبار سے انسان نے اپنے آپ کو اس نئی ایجاد کا گرویدہ بنایا ہے اس کے نتائج ہم آپس میں دیکھ رہے ہیں، کس قدر لوگوں نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کیا ہوا ہے، دیوانگی کا عالم یہ ہے کہ ذرا سا وقت بھی ہم اس کے استعمال سے نہیں بچ پاتے، یہ مسئلہ معمولی نہیں بلکہ تباہ کن ثابت ہوتا جا رہا ہے اور طرح طرح کے فتنے یہیں سے پیدا ہو رہے ہیں، جب تک ہم اسکا استعمال ضرورتوں کے پیش نظر ایک حد میں رہ کر کرتے ہیں خرافات اور گناہوں سے بچے رہتے ہیں مگر جب تجاوز کرتے ہیں تو ہماری عقلوں پہ پردے پڑ جاتے ہیں اور ہم مسلسل گندگی و برائی کے دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں اور ہمیں لگتا ہے یہ چھوٹی موٹی باتیں ہیں۔ حالانکہ یہی چھوٹی چھوٹی برائیاں ایک دن پہاڑ بن کر ہماری زندگی کا احاطہ کر لیتی ہیں، ہمارا دل مکمل طور پر سیاہ ہو جاتا ہے، ہمارے اندر سے احساس کا جذبہ بھی بوسیدہ ہو کر رہ جاتا ہے، پھر ہم بے فکر ہو کر اپنی من مانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انسان موبائل اور انٹرنیٹ استعمال کرتے ہوئے اگر شہد کی مکھی والا رویہ اپنائے تو برائیوں سے بچ کر اچھائیوں کو اپنا سکتا ہے اور بری چیزوں کو چھوڑ سکتا ہے جس طرح ایک شہد کی مکھی، پھولوں سے میٹھے اور ذائقے کو اٹھا لیتی ہے اور کڑواہٹ و زہریلے پن کو وہیں چھوڑ دیتی ہے بالکل ہمارا معاملہ بھی یہی ہونا چاہیے موبائل اور انٹرنیٹ کی زمین سے ہمیں اچھائیوں کو کھلے دل سے ہاتھوں ہاتھ لے لینا چاہیے جبکہ برائی اور فتنے کی چیزوں سے دامن بچا کر نکل جانا چاہیے۔

موبائل اور نیٹ کی دنیا میں جہاں اچھے لوگ ہیں وہیں غیر سنجیدہ لوگوں کی بھی فراوانی ہے، اچھے لوگ ہزاروں میں کہیں ایک ملیں گے جبکہ غیر سنجیدہ لوگ بغیر کوشش کے آپ سے دامن جوڑنے کے لیے ہر وقت تیار ملیں گے اس لیے اس میدان میں تعلقات قائم کرتے وقت احتیاط بہت ضروری ہے، اگر ہم نے اس میدان میں ذرا سی کوتاہی برتی تو اس کا خمیازہ ہمیں کسی بھی صورت میں چکانا پڑ سکتا ہے، آپ کی عزت داؤ پر لگ سکتی ہے، آپ لوگوں کی نظروں میں گر سکتے ہیں، حکومت کی گرفت میں آ سکتے ہیں، بہت بڑے جرم کا شکار ہو سکتے ہیں، برائیوں کے ساجھی دار بن سکتے ہیں اور سب بڑی بات آپ اپنی شریعت کے اصولوں کو پامال کرنے والے بن سکتے ہیں اس لیے تعلقات کی بنیاد بہت ہی سوجھ بوجھ کے ساتھ قائم کی جائے۔

آج کل ہر وقت ہماری موبائل پر مختلف رسالے، قسم قسم کے جذباتی ویڈیوز، آڈیوز آتے رہتے ہیں اور ساتھ میں ایک مشورہ بھی درج ہوتا ہے کہ اسے خوب نشر کریں، اوروں تک شیئر کریں، اپنوں میں ساجھا کریں، ہم میں سے اکثر لوگ ایسی چیزوں کو بھرپور جذبات کے ساتھ دیکھتے، سنتے، اور پڑھتے ہیں پھر بغیر غور و خوض کے اپنے دوست احباب کے پاس فوراً بھیجتے ہیں، ان میں جو سمجھدار ہوتے ہیں وہ چھان، پھٹک کر کوئی قدم اٹھاتے ہیں جبکہ بقیہ لوگ بغیر کسی سوجھ بوجھ کے پل پھر میں کہاں سے کہاں تک پہونچا دیتے ہیں، جسکی وجہ سے نہ جانے کتنے ہی لوگ بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں۔ اسی طرح آج کل اسٹیٹس کا بازار اتنا گرم ہے کہ اللہ کی پناہ! نمائشوں کا ایسا میلا لگا ہوا ہے جیسے کوئی دور چل پڑا ہو، جیسے مقابلہ آرائی کا میدان ہو جہاں سب ایک دوسرے پر بھاری پڑنے کی کوشش میں لگے ہوں، تعریف اور جملوں کا انتظار اس شدت سے ہوتا ہے جیسے ایک ایماندار نمازی کو اذان کا ہوتا ہے۔ جس کے لیے اسٹیٹس لگایا گیا ہو جب تک وہ دیکھ نہ لے تسکین دل حاصل ہونا محال ہے۔ ہر شخص دن بھر میں نہ جانے کتنی چیزیں اسٹیٹس پہ ڈالتا ہے، بچیاں غیر محرم کی رعایت کے بغیر ہی اپنی تصویریں، اپنے کپڑے تک اسٹیٹس پہ ڈال کر تعریف، کمینٹ، اور جملوں کا انتظار کرتی ہیں، دین کی باتیں بغیر جانچ پڑتال کے ایسے شیئر کر رہی ہیں جیسے جنت یہیں ملنے والی ہے، دعائیں اسٹیٹس دیکھ کر قبول کی جائینگی، تہجد یہیں پڑھی جا رہی ہے، دعائیں یہیں مانگی جا رہی ہیں، حضرت علی نے یہ فرمایا، حضرت ابو بکر صدیق کا قول۔۔ حضرت عمر نے یہ فرمایا، فلاں نے یہ کہا۔۔۔۔ فلاں نے وہ کیا۔۔۔ بغیر حوالہ، بغیر دلیل کے باتیں نشر ہو رہی ہیں مگر کسی کو غم نہیں کہ یہ جھوٹی نسبت بھی ہو سکتی ہے۔ گرچہ ان میں اچھی باتیں درج ہوں مگر کسی کی طرف بے بنیاد نسبت کر کے شیئر کرنا بھی جھوٹ کے قبیل سے ہے اور بروز محشر اس کا مواخذہ ہوگا۔

آج کل دنیا بھر کے ایپ نکلے ہوئے ہیں، جس میں انسانی شکل و صورت کو حسین بنانے کا مختلف طریقۂ کار موجود ہوتا ہے، کالے کو گورا اور گورے کو مزید گورا بنایا جاتا ہے، کہیں آنکھوں کا نقشہ تبدیل ہو رہا ہے، کہیں ہونٹوں کو سرخ تو کہیں بالوں کو مختلف رنگ دیے جا رہے ہیں اسی طرح ٹک ٹاک اور اس جیسے ہزاروں ایپ جس میں جھوٹی و سستی شہرت کے لیے مسلم بچے اور بچیاں شریعت کے حدود و قیود کو پاؤں کے نیچے روند کر ننگا ناچ کر رہے ہیں، گا رہے ہیں، جسموں کی خوب نمائش ہو رہی ہے، ننگے پن اور بے حیائی کا بازار لگا ہوا ہے، جسے بھی شہرت کی بھوک ہو، جسے بھی اپنے جسموں کو گھر بیٹھے بیچنا ہو وہ یہاں آئے اور کپڑے اتار کر جسموں کی منڈی میں کھڑا ہو جائے۔ لعنت ہے ان والدین پر جنھوں نے اس بے حیائی کو ترقی اور کامیابی کا نام دے کر اپنی اولادوں کو چھوٹ دے رکھی ہے، ایسے والدین کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب انکی اولادیں عزت کی دھجیاں اڑا کر کسی کا دامن تھامے ہوئے ایک دن انہیں کے سامنے آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں تب انکی تربیت خود انہیں چیلینج کرتی ہے کہ لے تماشہ دیکھ اور کفِ افسوس مل۔

ذرا سوچیں کہ اللہ نے ہمیں کس لیے پیدا کیا تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں، یہ زندگی عرش والے کی عبادتوں کے لیے تھی ہم نے اسے ناچ گانوں کی منڈی میں کھڑا کر دیا، اللہ نے انسانوں کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا تھا ہم اس پہ راضی نہیں ہوئے بلکہ اپنی شکلوں کو کتے بلیوں اور نہ جانے کتنے ہی جانوروں کے سانچے میں ڈھال لیا۔ اسلامی طرز زندگی دنیا کی سب سے خوبصورت طرز زندگی ہے مگر ہم اس پر راضی نہیں ہوئے بلکہ ہم نے غیروں کو اپنا آئیڈیل مان کر ان جیسی زندگی کے طلبگار بن بیٹھے، انکا ننگا پن ہمیں زیادہ متاثر کرنے لگا، شیطان نے ہمیں اس بات پر ابھارا کہ ہم کیوں پیچھے رہیں ہمیں بھی اپنے جسموں کی نمائش کرنی چاہیے اور جھوٹی و بے بنیاد شہرت کی طلب میں ہم نے اپنی عزتوں کا جنازہ نکال دیا۔

اللہ کے واسطے اس افراتفری سے بچیں، عبادت کرنی ہے تو موبائل پہ نہیں بلکہ اللہ کے روبرو سجدہ ریز ہو کر کیجیے، اسکے آگے سر جھکا کر کیجیے، اپنے گھروں میں عبادت کی جگہ مختص کیجیے وہاں اللہ کو راضی کیجیے، دین کی باتیں عام کیجیے! بہت اچھی بات ہے مگر ایک بار اس کی جانکاری حاصل کیجیے کہ کہیں یہ بے بنیاد تو نہیں، اسٹیٹس پر رونے سے بہتر ہے نمازوں میں روئیے، دعاؤں کے وقت روئیے، ریاکاری سے بچتے ہوئے اپنی عبادتوں میں خلوص پیدا کیجیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی ساری دعائیں اور عبادتیں ریاکاری کے سبب گناہوں میں تبدیل کر دی جائیں اور آپ کا اسٹیٹس کسی کام نہ آئے۔

ہماری انگلیاں جب بھی موبائل پر چلتی ہیں ہمیں ہنسی مذاق، ناچ گانے اور فحش ویڈیوز اور تصویروں کے حوالے سے بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے جسے ہم دوسروں تک پہونچا کر اپنی بڑائی اور نام کروانا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیے یہ بھی برائی اور فحاشی کو پھیلانا ہے اس لیے اس قسم کی چیزوں کو دوسروں تک پہونچا کر برائی اور فحاشی کو فروغ دینے سے پرہیز کریں ورنہ کل قیامت کے دن شرمندہ ہونا پڑے گا اور ہماری نیکیاں دوسرے لوگ لے کر جنت کی طرف چلتے دکھائی دیں گے۔ اپنے دامن میں اگر ہم جھانکیں تو موبائل اور نیٹ کی برائی کے معاملے میں ہم میں سے ہر شخص سر سے پاؤں تک لپٹا ہوا ہے، گرچہ ہم اعتراف نہ کریں مگر ہمارا ضمیر جانتا ہے کہ ہم کتنے صاف ستھرے ہیں، دن بھر ہماری انگلیاں اسکرین پر یوں ہی نہیں چلتی، اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ دن بھر میں ہم کتنی ہی باتیں جھوٹ، فریب اور اخلاقی رتبے سے گری ہوئی کرتے ہیں یا لکھتے ہیں لیکن اتنا یاد رکھیے گا کہ جتنی حرکتیں ہم کرتے ہیں یا جو کچھ لکھتے، پڑھتے، دیکھتے اور سنتے ہیں ہمارے ساتھ موجود فرشتہ بھی ہمارا نامہ اعمال لکھتا رہتا ہے جو آج پوشیدہ ضرور ہے مگر وہ دن دور نہیں جب نامہ اعمال ہمارے ہاتھوں میں ہوگا، سب کے سامنے ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہونگے۔

اس لیے ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وقت سب سے قیمتی سرمایہ ہے اسے موبائل میں ضائع اور برباد نہ کریں بلکہ قدرت کو راضی کرنے میں لگائیں، والدین، بھائی بہن، بیوی بچے، پڑوسی، رشتہ داروں کے بھی کچھ حقوق ہیں جو موبائل پر ادا نہیں ہوتے بلکہ عملی طور پر ادا کی جاتی ہے۔

ایک دور وہ تھا جب ہم آپس میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو بغور سنتے اور سناتے تھے ایک دور یہ بھی ہے کہ ہم کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کسی مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں ساتھ ہی موبائل کے ساتھ بھی جڑے ہوتے ہیں، باتیں کچھ، جواب کچھ، ذہن کہیں، دل کہیں یہ ہماری حالت ہے۔ یہ انسانوں کی انسانیت سے دوری ہے جسے ہم نے خود اپنایا اور خریدا ہے، ذرا تصور کیجیے کہ جب ہم ایسی حرکتوں کے عادی ہیں تو آنے والا وقت کیا پیغام لے کر آئے گا، جو کڑوا بیج ہم بو رہے ہیں اس کا پھل کتنا زہریلا ہوگا، آنے والی نسلیں ہمارا کیا حشر کرینگی، ہمارے بچے ہمیں کس قدر سمجھینگے، ہمارے حقوق کس طرح ادا کرینگے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے حقوق اور روٹی کے نوالے بھی موبائلوں کے ذریعہ بھیج کر اپنے آپ کو دین کا پابند تصور کریں۔

اس لیے اگر ہم آنے والے خطرات اور تباہیوں سے بچنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں اپنا دامن بچانے کی ضرورت ہے، ہمیں اس معاملے میں خود کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، ایسا تبھی ممکن ہے جب ہم موبائل وانٹرنیٹ کے آداب کو مدنظر رکھیں اور اسی کے مطابق اس کا استعمال کریں تب کہیں خرافات اور برائی سے بچ سکیں گے۔ اس لیے اصول بنائیں کہ ضرورت کے وقت ہی کسی کو فون کریں، بلاوجہ کسی کو ڈسٹرب نہ کریں۔

ہر انسان کے اپنے مسائل اور کام ہیں پتہ نہیں کس معاملے میں کون الجھا ہوا ہے اس لیے نوعیت دریافت کر لینے کے بعد ہی اپنی بات بڑھائیں۔ اسی طرح کسی کو فون کرنے سے پہلے ہی جانچ لیں کہ کسے فون کر رہے ہیں، کہیں آپ کی وجہ سے کوئی تردد اور کسی مسئلے کا شکار نہ ہو جائے۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوا کرتا ہے اس لیے کسی بھی وقت فون نہ کر کے صحیح وقت کا انتخاب کریں تاکہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ ہو، مایوسی نہ ہو۔

کوئی بھی چیز پوسٹ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کی پوسٹ فحش نہ ہو، تصویر نہ ہو، کسی کی دل آزاری نہ ہو، کسی پر طنز و تہمت اور بے بنیاد الزام نہ ہو، آپ کی باتیں مستند اور باحوالہ ہوں، نقل اور چوری سے بچیں، کسی چیز کا تبصرہ کریں تو عدل وانصاف کے ساتھ کریں فضول تبصرہ سے بچیں، کسی کی تعریف میں غلو سے کام نہ لیں، آخری بات یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل خیال رکھیں۔ اللہ ہمیں نیکیوں کا حریص بنائے، تمام معاملات میں ظلم و زیادتی سے بچائے اور دنیاوی خرافات اور شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

Scanned with CamScanner

اعــلان مفقــود الخبــری

معاملہ نمبر ۳۶/۸۵۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری، ضلع کھگڑیا)

رفعت خاتون بنت محمد مجاہد، مقام چک یوسف گوگری، ڈاکخانہ وتھانہ گوگری، ضلع کھگڑیا۔ فریق اول

بنام

محمد توصیف ولد ماسٹر محمد رستم، مقام چک یوسف گوگری، ڈاکخانہ وتھانہ گوگری، ضلع کھگڑیا۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ گوگری، ضلع کھگڑیا میں عدم ادائے نفقہ وترک زوجہ کا دعویٰ کرکے فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۔۱۰؍جولائی ۲۰۲۳ء روز سوموار کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع شواہد وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۱/۲۳/۱۷۳/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی، ضلع سوپول)

بی بی نذیرہ خاتون بنت کلیم انصاری، مقام برانٹ پور، وارڈ نمبر ۶، ڈاکخانہ بسنت پور، ضلع سوپول ۔فریق اول

بنام

تصویر انصاری ولد فضیلت انصاری، ضلع ارریہ (بہار)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ مدرسہ دینیہ، دین بندھی، ضلع سوپول میں تقریباً ۶؍سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰؍ذی الحجہ ۴۴ھ مطابق ۱۹؍جولائی ۲۰۲۳ء روز بدھ کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع شواہد وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

(بقیہ صفحہ اول)۔۔۔۔۔۔۔۔ اس طرح آپ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ کہنے کو یہ ایک جانور کی قربانی ہے، لیکن اس ایک قربانی کو قربانی بنانے کے لیے کتنے اصول وہدایت کی پابندی ضروری ہے، ہمارے یہاں قربانی کے جانوروں کا گاؤں اور محلوں میں مقابلہ اور موازنہ شروع ہوتا ہے، اس سے نمود ونمائش اور ریاکاری کا جذبہ فروغ پاتا ہے، اس کی وجہ سے دل ودماغ کبر کی غلاظت سے آلودہ ہوتا ہے، اس آلودگی سے بچنے کے لیے عرفہ کے دن فجر کی نماز کے بعد سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک تکبیر تشریق ہر نماز کے بعد کم ازکم ایک بار پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، مرد زور سے پڑھیں اور عورتیں دھیمی آواز میں، اس کے علاوہ عیدگاہ جاتے وقت تکبیر تشریق پڑھنا اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں چھ تکبیروں کے ذریعہ اللہ کی بڑائی کا اعلان کرنا، اس بیماری کو کنٹرول کرنے میں انتہائی مفید ہے، آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ تکبیر تشریق میں اللہ کی بڑائی کے علاوہ دوسرا کچھ نہیں ہے، اللہ کی بڑائی کا یہ خیال بندوں کو اپنی بڑائی کے خیال سے آزاد کر دیتا ہے، اور یہ اس شخص کے لیے ذاتی طور پر فائدہ مند تو ہے ہی سماج کے لیے ضروری ہے۔

عیدالاضحیٰ کے جو دس ایام ہیں ان کے فضائل بھی احادیث میں ہیں، ان کا خیال رکھیے، نو ذی الحجہ کا روزہ ہمارے دیار میں عرفہ کے روزہ کے نام سے منسوب ہے، یہ عوامی اصطلاح ہے، اسے حاجیوں کے یوم عرفہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیے کہ حاجیوں کا عرفہ تو ایک دن قبل گذر چکا ہوتا ہے، اس دن کے روزہ کے فضائل بہت ہیں، البتہ یہ فرض واجب نہیں ہے، نفل اور مستحسن ہے، اس کو اسی درجہ میں رکھنا چاہیے اور جو لوگ نہیں رکھ رہے ہیں، ان کو ترغیب تو دے سکتے ہیں، لیکن نہ رکھنے پر انہیں بُرا بھلا نہیں کہنا چاہیے، شریعت میں عبادتوں کے بھی مدارج ہیں اور مدارج کی تعیین میں شریعت سے تجاوز کرنا درست نہیں ہے۔

عیدالاضحیٰ کے دس دن میں چاند دیکھے جانے کے بعد ان لوگوں کے لیے جن کی طرف سے قربانی ہونی ہے، بال، ناخن وغیرہ کا نہ تراشنا بہتر ہے، یہ حکم عام لوگوں کے لیے نہیں ہے، اسی طرح قربانی کے جانور کے گوشت سے اس دن کھانا شروع کرنا اچھی بات ہے، لیکن جو لوگ مریض ہیں ان کے لیے یہ حکم نہیں ہے، سماج میں جو بقرعید کے دن نماز کے پہلے روزہ کی بات عرف میں کہی جاتی ہے وہ اسی پس منظر میں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اس دن روزہ کا لفظ نماز سے پہلے کچھ نہ کھانے کے معنی میں ہے، اس کا اصطلاحی روزہ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، لہٰذا اسے روزہ بھی نہیں کہنا چاہئے تاکہ اشتباہ سے بچا جاسکے۔

بقیہ صفحہ کتابوں کی دنیا۔۔۔۔۔۔۔۔ البتہ جوش ملیح آبادی اور فراق گورکھپوری کو دو دو مصرعے دے کر نمٹا دیا گیا ہے، حالاں کہ دونوں اس سے زیادہ کے مستحق تھے، خصوصاً اس لیے بھی کہ دونوں کا رنگ وآہنگ الگ الگ ہے، اشعار، قومی گیت، قومی یک جہتی، قومی ترانہ، قومی دوہے، کرفیو، دیوالی کے دیپ اور اردو پر دوہے، گیت اور نظم کی شکل میں موجود ہیں، کہنا چاہیے کہ ''رخت سفر'' ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ڈھونڈھنے سے ہر ایک کو اپنے اپنے ذوق کی چیز مل جائے گی۔

جہاں تک ناشاد اورنگ آبادی کی شاعری کا تعلق ہے، ان کے یہاں شعری روایات کی پاسداری بدرجۂ اتم موجود ہے، قافیہ، ردیف اور بحور پر ان کی گرفت مضبوط ہے۔ خود انہوں نے بیان کیا ہے۔

فعلن فعلن خوب پڑھا ہے تب جا کر لکھ پایا ہوں ورنہ کچھ آسان نہیں تھا کہہ لینا دشوار غزل

ناشاد اورنگ آبادی کی غزلوں میں ان کا ''میں'' بولتا ہے، یہ میں کبر وغرور اور تعلی کا نہیں، بلکہ جو دل پر گذرتی ہے رقم کرنے سے عبارت ہے، علیم اللہ حالی کے لفظوں میں اسے ''حدیث ذات'' بھی کہہ سکتے ہیں، اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ وہ شاعری میں آپ بیتی کو جگ بیتی بنانے کے قائل نہیں ہیں اور ان کی غزلوں میں ''حدیث دیگراں'' کا تصور نہیں پایا جاتا، اسی لیے ان کی غزلوں میں ''عصری حسیت'' سے بھرپور اشعار کی کمی محسوس ہوتی ہے، انہوں نے اپنے اشعار کو ترقی پسندوں کی طرح غم روزگار اور غم کائنات تک نہیں پھیلایا ہے، اور نہ جدیدیوں کی طرح رمز وعلامات کے سہارے بات کہی ہے، ان کی شاعری ان حد بندیوں سے بہت اوپر ہے، غزلیہ روایات کی پاسداری ان کے فن کا امتیاز ہے، ہمارے بہت سارے شعراء، نثری شاعری پر اتر آتے ہیں، اور اس میں طبع آزمائی کو اپنی شان سمجھتے ہیں، ناشاد اورنگ آبادی کے اس مجموعہ میں ہمیں نثری شاعری کا نمونہ نہیں ملتا، یہ ایک اچھی بات ہے۔

ناشاد اورنگ آبادی نے بھرپور زندگی گذاری ہے، ہمیں ان کی صحت وعافیت کے ساتھ درازیٔ عمر کی دعا کرنی چاہیے، تاکہ وہ شعر وادب کی مشاطگی کا کام دیر تک کرسکیں، لیکن خود ناشاد کی رائے ہے کہ

ناشاد ڈھلنے والی ہے اب زندگی کی شام اب تو سمیٹ لیجیے خاشاکِ آرزو

اسلام کا عادلانہ نظام

محسن انسانیت، معلم کتاب وحکمت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ آفتاب دلیل آفتاب کی روشن مثال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کے اعلیٰ وارفع مقاصد کا واضح تعارف اور موثر ابلاغ کرتے ہوئے نوع انسانی کو کفر وشرک اور جہالت کے اندھیروں سے ہی نہیں نکالا بلکہ طبقہ واریت کے جبر، امارت وثروت کی بدتری اور نسلی عصبیت کے زعم کے باطل کا خاتمہ بھی کیا، کمزور اور مجبور اور زرخرید غلاموں کو زور آور، ثروت اور اذیت پسند طبقے کے شکنجے سے نکالا اور اسلام کے معاشرتی انصاف کے مسلمہ اصول اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کا اجالا نفس وآفاق میں پھیلایا۔

عصری علوم وافکار کے اس جدید دور میں کوئی بھی مکتبۂ فکر یا سماجی اور اقتصادی اصلاح کا دعویدار طبقہ انسانی جان کی حرمت اور مخلوق خدا کے احترام کا اس سے بہتر اور جامع پیش نہیں کرسکتا جسے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عملاً بروئے کار لایا گیا اور آج بھی مسلم معاشرہ میں انصاف صلہ رحمی اور مساوات کے اصول تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور زریں نکات ہیں۔ تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ یہی اسلام کے فلاحی اور عادلانہ طرز حکومت کی سو فیصد کامیابی کا راز تھا؛ چنانچہ اس حدیث نبوی میں ہر فرد اور پورے معاشرے کے لئے خدمت خلق کی کس درجہ کی ترغیب وتاکید کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مخلوق خدا کا کنبہ ہے، بہترین شخص وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔

سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ توجہ طلب پہلو بھی ہے اور قرآنی رشد وہدایت اور اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت وقیع زاویہ حکمت بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق خدا کو بطور فرد اور معاشرے اور من حیث القوم، خودداری، خوف خدا، جینے کا سلیقہ سکھایا، فرسودہ روایات کے اندھیرے سے بنی نوع انساں کو نکالا، چنانچہ انقلاب اسلامی داعی اللہ کے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت وکردار اور تعلیمات کے ذریعے افراد کے درمیان حق تلفی سے گریز، رنگ ونسل کی عصبیت سے اجتناب، عدل وانصاف کی حاکمیت اور احکام قرآن کی پیروی، باہمی رواداری، صلہ رحمی، خداشناسی، حق پرستی اور خدمت خلق کا ٹھیک ٹھیک مفہوم سمجھایا۔

آج ہمارا زبوں حال معاشرہ اور پراگندہ ماحول تعلیمات نبوی کو اختیار کرنے اور اس باران رحمت کی افادیت کو زندگی کی تاریک اور کانٹوں بھری راہ میں مشعل فروزاں بنانے کا ضرورتمند ہے، یہی ہمارا پیمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جذبہ جاں نثاری سیرت اور روحانیت کی زینت ہے، اسی طرح اسلامی عدل وانصاف اور مساوات کا اسوہ رسول کی عملی اتباع بھی کریں، فرد اور خاندان، امیر وغریب طبقے، ہمارے رہنما، سب کے سب اسلامی غیرت وحمیت کو اپنائیں اور خودداری سے سرشار کتاب وسنت کے سچے پیروکار بن جائیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شہر میں قاضی کا تقرر فرماتے تو ہدایت ہوتی کہ وہاں کے لوگوں کو آیات قرآنی سنائیں اور اسلام کے احکام سکھائیں۔ ان سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان مقدمات کا فیصلہ اسلامی احکام کے مطابق عدل وانصاف سے کریں، سنن ابوداؤد میں یہ قول موجود ہے کہ تقرری کے موقع پر قاضی حضرات جو عدالتوں کے سربراہ ہوتے ہیں، یہ بات بخوبی سمجھادی جاتی تھی کہ (اسلام کی) ہدایت کے خلاف جو کام کئے جائیں گیں، وہ کالعدم قرار دئے جائیں گیں، ابن ہشام اور طبری میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ جب عمرو بن حزم کے گورنر بھیجے گئے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریری ہدایت نامہ بھی عطا فرمایا۔ اسلامی نظام حکومت کی تاریخ میں یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یادر ہے گا، اس مفصل اور جامع دستاویز میں گورنر موصوف کو تاکید گئی کہ لوگوں کو بے لاگ عدل فراہم کیا جائے، مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے، مقتدر حاکم کو ظلم وستم سے بہرنوع روکنے اور اسے زیادتی سے باز رہنے کی تلقین بھی کی گئی، صحیح بخاری باب العلم میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اسی طرح کے بھیجے گئے ایک اور ہدایت نامے کے ذکر کے ساتھ یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ جسمانی ضرر رسانی کی کسی صورت میں مضروب (مجروح) کو کیا معاوضہ اور کیا کیا ہرجانا دلایا جائے، تاکہ متاثرہ فریق کی حق رسی ہوسکے، دین کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے، عہد رسالت اس وعدہ خداوندی کا آئینہ ہے کہ خالق کائنات کو اپنی تمام مخلوق محبوب ہے، اس لئے کسی کو قتل کرنا ایذاء پہونچانا، حق تلفی کرنا، عصبیت اختیار کرکے ظلم وستم کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ البتہ صلہ رحمی، ایک دوسرے کی مدد اور رہنمائی کرنا پسندیدہ بات ہے۔ (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

کرناٹک میں خواتین کیلئے سرکاری بسوں میں مفت سفر کی سہولت

کرناٹک میں کانگریس حکومت کی طرف سے شروع کی گئی شکتی یوجنا کے تحت خواتین کے لئے 11 جون سے ریاستی بسوں میں مفت سفر کرنے کا نظام بنایا گیا۔سرکاری ذرائع کے مطابق سرکاری بسوں میں مفت سفر کرنے کے لیے خواتین کواسمارٹ کارڈ بنوانا ہوگا، جودرخواست جمع کرنے کے بعد دستیاب کرایا جائے گا۔اسمارٹ کارڈ کے لیے درخواست کا عمل اگلے تین ماہ تک کھلا رہے گا۔لیکن اس دوران خواتین ریاست یا مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کردہ شناختی کارڈ دکھاسکتی ہیں۔ٹرانس جینڈر بھی شکتی یوجنا کےفوائد حاصل کرنے کے اہل ہیں۔تاہم،اسکیم سے فائدہ اٹھانے کے لیے شرائط لاگو ہیں۔انہوں نے بتایا کہ خواتین صرف سرکاری بسوں میں سفر کرسکتی ہیں نہ کہ راجہنسا، نان اے سی سلیپراور ایراوت جیسی لگژری بسوں میں۔مزید یہ کہ یہ اسکیم صرف کرناٹک کے باشندوں کے لیے دستیاب ہے۔(یواین آئی)

پٹنہ میں سائبر تھانہ شروع

بہار میں سائبر جرائم پیشوں پرنکیل کسنے کے لئے پولیس کے ذریعہ سخت قدم اٹھائے گئے ہیں۔راجدھانی پٹنہ سمیت نالندہ، دربھنگہ، سیوان اور مونگیر سمیت 4 سائبر تھانوں کی تشکیل دی گئی ہے۔پٹنہ میں نیا سائبر تھانہ بیلی روڈ پرللت بھون کے پاس پرانی FSI-بلڈنگ میں کھولا گیا ہے۔اس کے ساتھ ہی ہر تھانہ میں چار انسپکٹر، تین سب انسپکٹر، تین کانسٹبل، ایک پروگرامر اور ڈاٹا آپریٹر کو بھی مقرر کیا گیا ہے۔پٹنہ میں اب ریل پولیس کا بھی سائبر تھانہ جمعہ سے کام کرنے لگا ہے۔پٹنہ جنکشن کے پلیٹ فارم نمبر-1 پر ایک ریل سائبر تھانہ کی شروعات کی گئی ہے۔یہ تھانہ جی آر پی تھانہ کے ساتھ بنایا گیا ہے جو پٹنہ ریل ضلع کا 13 واں تھانہ ہوگا۔ریلوے ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر سوشانت کمار چنچل کو ریل سائبر تھانہ کا تھانہ انسپکٹر بنایا گیا ہے۔اگر کسی شخص کے ساتھ کسی طرح کا سائبر فراڈ کیا جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ سائبر تھانہ میں بھی آکر اپنی شکایت درج کرائے۔ویسے لوگ عام تھانہ میں بھی جا کر اپنی شکایت درج کراسکتے ہیں۔اب تک پوری ریاست میں 44 سائبر تھانہ کھولے جاچکے ہیں۔دربھنگہ میں بھی ایس ایس پی اوکاش کمار نے سائبر کرائم کے لوگوں کو بچانے کے لئے سائبر تھانہ کا افتتاح کیا۔خیال رہے کہ ان دنوں سائبر جعلسازوں کا معاملہ لگاتار سننے کے لئے ملتا ہے اور لوگ ٹھگے جاتے ہیں۔(نیوز رپورٹ)

سی بی آئی کے بہار کے 19 فرضی ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی

سی بی آئی نے ملک کے 62 فرضی سرٹیفکٹ پر ڈاکٹری کرنے والوں پر کارروائی شروع کردی ہے۔سی بی آئی نے پایا کہ بہار میں 19 غیر ملکی میڈیکل گریجویٹ ایم ایف جی سی امتحان میں فیل ہونے کے بعد بھی فرضی پاس سرٹیفکٹ کی بنیاد پر بہار میڈیکل کانسل سے سرٹیفکٹ پر پریکٹس کرنے کا سرٹیفکٹ لینے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ساتھ ہی مختلف اسپتالوں اور ذاتی طور پر پریکٹس کرکے مریضوں کی صحت سے کھلواڑ کررہے ہیں۔واضح رہے کہ روس، یوکرین اور ارمینیا سمیت بیرون ملکوں سے ڈاکٹری کی ڈگری لے کر آئے پورے ملک کے 74 لوگوں میں سے 62 ایسے ڈاکٹر ہیں جو ملک کی مختلف ریاستوں میں میڈیکل کانسل کی فرضی سرٹیفکٹ پر اسپتالوں میں پریکٹس یا نوکری کررہے ہیں۔ان میں سے 19 ڈاکٹر امیدواروں کو بہار میڈیکل کانسل نے سرٹیفکٹ دیا۔سی بی آئی کی اس ایف آئی آر کو دیکھا جائے تو نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی کہ بیرون ملک سے ایم بی بی ایس پڑھ کر آئے یہ امیدوار جب این بی ای ایم ایس کے ایف ایم جی ای امتحان میں یا تو شامل نہیں ہوئے یا فیل ہوگئے ان سب کو بہار میڈیکل کانسل نے پریکٹس کرنے کا سرٹیفکٹ دے دیا۔جب سی بی آئی نے ملک کے 91 شہروں میں مختلف ریاستوں کے میڈیکل کانسل اور فرضی سرٹیفکٹ پر نوکری کررہے امیدواروں کے خلاف چھاپہ ماری کی تو معاملے کا انکشاف ہوگیا کہ بہار سمیت ریاست کے میڈیکل کانسل میں جعلسازی جاری ہے۔بہار کے پٹنہ سمیت مونگیر، بھاگلپور، چمپارن، بیگوسرائے، حاجی پور، ویشالی اور نالندہ میں چھاپہ ماری کی گئی اور اب سی بی آئی ان تمام کے خلاف کارروائی کررہی ہے۔(نیوز رپورٹ)

دہلی میں نہیں چلیں گی اولا، اوبر اور ریپیڈو کی بائیک ٹیکسی: سپریم کورٹ

دہلی میں اولا، اوبر اور ریپیڈو جیسی کمپنیوں کی بائیک سروس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرنے والی ریاستی حکومت کی عرضی پر سماعت کرتے ہوئیس کیب ایگریگیٹر کمپنیوں کو سپریم کورٹ سے جھٹکا لگا ہے۔سپریم کورٹ کے حکم پر دہلی میں بائیک ٹیکسیاں نہیں چلیں گی۔سپریم کورٹ نے دہلی ہائی کورٹ کے عبوری حکم پر روک لگادی ہے۔سپریم کورٹ میں کیس کی سماعت کے دوران اوبر کے وکیل نے کہا کہ 2019 سے کئی ریاستوں میں بائیک سروس کے لیے ٹو وہیلر کا استعمال کیا جارہا ہے، موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔اوبر کے وکیل نے کہا کہ مرکزی حکومت کے ایک نوٹیفکیشن کے مطابق دو پہیہ گاڑی کو تجارتی استعمال کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔(نیوز رپورٹ)

اڈیشہ ٹرین حادثہ: پانچ افراد حراست میں

سی بی آئی نے اڈیشہ کے بالاسور ضلع کے بہناگا میں ٹرین حادثے کے سلسلے میں پانچ لوگوں کو حراست میں لے لیا ہے۔پانچ افراد میں ایک افسر بھی شامل ہے۔آپ کو بتادیں کہ 2 جون کو ٹرین حادثے میں 288 لوگوں کی موت ہوئی تھی، جب کہ 900 سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے تھے۔اس کے ساتھ ہی اس اندوہناک ٹرین حادثے کی جانچ کررہی سی بی آئی نے بہناگا بازار ریلوے اسٹیشن کے آلات اور ریکارڈ روم کو سیل کردیا ہے، اس لیے تحقیقات مکمل ہونے تک اسٹیشن سیل رہے گا۔اس لئے اڈیشہ کے بہناگا بازار ریلوے اسٹیشن پر ٹرینیں نہیں رکیں گی۔ساؤتھ ایسٹرن ریلوے کے چیف پی آر او آدتیہ کمار چودھری نے کہا کہ جب تک سی بی آئی ریلوے حکام کو گرین سگنل نہیں دیتی تب تک کوئی ٹرین اسٹیشن پر نہیں رکے گی۔چودھری نے کہا تھا کہ سی بی آئی نے لاگ بک، رِیلے پینل اور دیگر سامان ضبط کرنے کے بعد اسٹیشن کو سیل کردیا ہے۔انہوں نے کہا کہ "رِیلے کے انٹرلاکنگ پینلو کو سیل کردیا گیا ہے، جس سے عملے کی سگنلنگ سسٹم تک رسائی محدود ہوگئی ہے۔اگلی اطلاع تک کوئی مسافر یا مال گاڑی بہناگا بازار میں نہیں رکے گی۔(نیوز رپورٹ)

امام کی دو بیٹیاں نیٹ امتحان میں کامیاب!

جموں کشمیر کے کلگام ضلع میں ایک امام کی جڑواں بیٹیوں نے نیٹ میں کامیابی حاصل کی ہے۔نیٹ کے نتائج کا منگل کو اعلان کیا گیا۔دونوں لڑکیاں نے پہلی کوشش میں ہی یہ امتحان پاس کیا ہے۔جنوبی کشمیر ضلع کے نورآباد میں واٹو گاؤں کی باشندہ سید صابیہ اور سید بسمہ نے میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے انٹرنس ایگزام میں بالترتیب 625 اور 570 نمبر حاصل کیے۔نتائج کا اعلان ہونے کے بعد ان کے گھر میں جشن کا ماحول ہے اور مبارکباد دینے والوں کا تانتا لگ گیا ہے۔لڑکیوں نے اس حصولیابی کا سہرہ اہل خانہ، اساتذہ اور پڑوسیوں کو دیا۔صابیہ نے کہا کہ 'ہمارے ماں باپ نے بچپن سے ہی ہمیں بہت حمایت دی۔ ہمارے علاقے کے لوگوں نے ہمارا حوصلہ بڑھایا۔میری کامیابی میں سبھی کا کردار ہے۔صابیہ نے کلاس 3 تک مقامی اسلامک ماڈل اسکول میں پڑھائی کی ہے اور اس کے بعد انہوں نے پرائیویٹ اسکول میں داخلہ لیا۔صابیہ نے کہا کہ ان کے اساتذہ نے ہمیشہ ان کی خود اعتمادی کو بڑھایا کہ وہ زندگی میں کچھ بڑا کرسکتی ہیں۔دوسری بہن بسمہ نے کہا کہ نیٹ کا نتیجہ اعلان ہونے سے پہلے دونوں کافی ڈری ہوئی تھیں لیکن 'ہم اس کے لئے اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمارا پورا خاندان خوش ہے۔انہوں نے کہاں کہ 'اگر ہم میں سے کوئی اکیلا ہوتا تو ہمیں اور بھی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ہم نے اس کامیابی کو حاصل کرنے کے پورے سفر میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔' انہوں نے کہا کہ 'میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں اچھی ڈاکٹر بنیں اور لوگوں کی خدمت کریں۔' مقامی جامع مسجد کے امام اور بیٹیوں کے والد سجاد حسین نے کہا کہ 'میں اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں ان کی حصولیابیوں سے بہت خوش ہوں۔' (نیوز رپورٹ)

طب وصحت

مقوی غذا میں معتدل رہیئے

ہماری خوراک ہمیں صحت مند بھی رکھتی ہے اور غلط انتخاب ہمیں بیمار بھی کرسکتا ہے۔عام طور پر تیس برس کی عمر کو پہنچنے پر مردوں اور عورتوں دونوں اصناف میں موٹاپا بڑھنے لگتا ہے اور صحت کا شعور رکھنے والوں کو سلم اور اسمارٹ نظر آنے کی فکر ہوتی ہے۔بے ہنگم اور بے اعتدالی سے کی جانے والی ڈائٹ اختیار کرنے سے سوائے نقاہت اور پژمردگی کے کچھ زیادہ بہتر نتائج حاصل نہیں ہوتے۔جلد ڈھلکنے لگتی ہے اور چہرے پر شادابی نہیں رہتی۔غذا کم لیں' خوراک کی مقدار کم کرلیں لیکن جس طرح بھی غذا کا انتخاب کریں' چہرے پر نقاہت اور پژمردگی نہیں آنی چاہئے اس ضمن میں غذائیت بھری خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ذیل میں چند ایسی تجاویز پیش کی جارہی ہیں جو بہتر انتخاب ہوسکتی ہیں مثلاً اینٹی آکسیڈنٹس پر مشتمل غذاؤں کی مقدار بڑھادیں۔

یہ اجزاء آنتوں کی سوزش کم کرکے عضلات کو مستحکم کرنے سمیت امراض قلب کے علاوہ ذیابیطس اور کینسر سے دفاع کرتے ہیں' یہ دھوپ سے پہنچنے والے نقصانات سے تحفظ دیتے ہیں چنانچہ ان فوائد کے حصول کے لئے سبزیوں اور پھلوں کو زیادہ مقدار میں خوراک کا حصہ بنانا چاہئے۔ہرے پتوں والی سبزیاں اور پھلوں میں سٹرس فروٹس کا استعمال جلد کو لچکدار، پرکشش اور جاذب نظر بناتا اور ڈھلکتی ہوئی جلد کو نارمل انداز میں کسنے میں مدد دیتے ہیں۔

اگر آپ اینٹی آکسیڈنٹس پر مشتمل اضافی سپلیمنٹس لے کر ڈائٹ کو متوازن کرنا چاہیں تو ڈاکٹر کے مشورے سے ایسا کرلیں۔

اومیگا۔3 اور 6 فیٹی ایسڈز کے انتخاب کے ساتھ ساتھ توازن قائم کریں۔

تازہ روغنی مچھلی جو مقامی طور پر دستیاب ہو ہفتے میں 3 مرتبہ ضرور کھالیں۔

کھانوں کو نباتاتی اور زیتون کے تیل میں پکائیں۔مکھن یا مارجرین میں کھانے نہ تیار کریں۔

کافی کا استعمال کم سے کم کریں یہ جسم میں زائد انسولین بناتی ہے۔مختصر ناشتوں اور مکمل کھانوں کے درمیان وقفہ ضرور رکھیں۔

گوشت کا استعمال جب بھی کریں چربی ضرور علیحدہ کردیں کیونکہ چربی حرارت سے پگھل جائے گی لیکن یہ مضر صحت جزو جسم کے اندر دوبارہ منجمد ہوکر مہلک امراض کا سبب بن سکتی ہے۔

مختصر ناشتے کے لئے ہمس اور جئی کے بسکٹس یا کیک کم مقدار میں لینے سے جسم میں انسولین کی مقدار توازن میں رہتی ہے۔

ورزش کئی مسائل کا واحد حل ہے: تیز قدمی ہر عمر میں مناسب ترین ورزش ہوتی ہے۔کئی منزلہ عمارت میں دو یا تین منزلوں تک چل کر جانا مفید رہے گا باقی اگر آٹھویں یا نویں منزل پر جانا مقصود ہو تو آدھے راستے کو بذریعہ لفٹ عبور کیا جاسکتا ہے۔اگر آپ سیڑھیاں چڑھنے کی عادت استوار کرنا چاہتے ہیں تو بتدریج اور مرحلہ وار چہل قدمی کی رفتار بڑھانا مفید رہے گی۔یوگا' پائی لیٹس اور دیگر ورزشوں کو سنجیدگی سے اپنائیں۔

قوت مدافعت کو یکجا کریں: جوں جوں عمر بڑھتی ہے ہماری قوت مدافعت کمزور ہونے لگتی ہے۔بعض دفعہ ذہنی دباؤ یا کام کی زیادتی کے بعد تھکن اور اضمحلال کی کیفیت بڑھ جاتی ہے۔اس دور میں بہترین غذائیت پر مشتمل خوراک اور آرام ہی قوت مدافعت کو متوازن رکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح اچھی نیند بھی اسی وقت آسکتی ہے جب آپ نے اپنے ذہن اور جسم کو اعتدال سے غذا مہیا کی ہو' اسٹریس کم سے کم ہو اور اس کے لئے آپ کو درکار ہیں وٹامن بی، سی، Zinc اور ملے جلے کاربوہائیڈریٹس تاکہ آپ کو دباؤ کی کیفیت میں نقاہت نہ ہو۔

ماہرین کے مطابق پھلوں اور سبزیوں میں وٹامنز' فائبر اور نباتات پائے جاتے ہیں جو ہمارے جسم میں خون کے دورانیے کو بہتر بناتے ہیں۔بلڈ پریشر کی شکایت بھی کم ہو جاتی ہے اور خون میں شکر کی مقدار بھی مناسب رہتی ہے۔ان چند تجاویز پر عمل کرکے قدرتی طریقے سے ڈائٹ بہتر کی جاسکتی ہے' اس سے کمزوری بھی نہیں ہوتی اور طبیعت بھی ہشاش بشاش رہتی ہے۔

Volume:63/73,Issue:23 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

کہاں تجھ میں جذبۂ بندگی کہاں تجھ میں سرورِ نیاز ہے
ذرا سامنے اس کے تو سر جھکا، وہ ابھی بھی بندہ نواز ہے
(عبدالباری غافل)

چین کے مسلمانوں کا کوئی پرسان حال نہیں

ڈاکٹر عبد الرؤف، آسنسول

عالمی طور پر دنیا دو سیاسی بلاکوں میں تقسیم ہے۔ ایک امریکن بلاک جو سرمایہ دارانہ نظام کا حامی ہے، اس کے زیر اثر فرانس، اسرائیل، برطانیہ، جرمنی، اٹلی، جاپان، اور کناڈا وغیرہ ہے جب کہ دوسرا روسی بلاک جو کمیونسٹ نظام کا پروردہ ہے۔ لیکن 25 دسمبر 1991ء سوویت یونین کے ٹوٹ پھوٹ اور بکھر جانے کے عمل کا شکار ہوا اور چین کمیونسٹ ولادینت کا علمبردار بنا اس کے دوست ممالک میں پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش، سری لنکا، نارتھ کوریا، ایران، اور چند نکات پر روس، سربیا دیگر افریقن ممالک بھی شامل ہیں ویسے مشرق وسطیٰ میں امریکن اثر ورسوخ پائیدار ہے عرب ممالک میں تیل کی پیداوار اور شہنشاہیت نے اس گروپ کو جلا بخشا۔ ویسے اب تک کی تاریخ شاہد ہے کہ پوری دنیا میں امریکہ کی چودھراہٹ نے آزاد اور خود مختار ملکوں کو بھی زیرو زبر کردیا اس کی تازہ مثال عراق وشام کی جنگ، عراق کا کویت پر قبضہ، عراقی سربراہ صدام حسین کی پھانسی ایران میں جوہری جنگ افغانستان پر قبضہ اس کے بعد شکست غرضیکہ ساری دنیا کو اُتھل پتھل کرنے کا مجاز امریکہ کو حاصل ہے۔ اسی طرح کمیونسٹ بلاک روس، چین بھی اپنی نظریاتی پھیلاؤ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لئے کوشاں ہیں، جبکہ ایک سال سے زائد کا عرصہ گذر رہا ہے روس اور یوکرین کی جنگ ہنوز جاری ہے۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق مشرق وسطیٰ کے دو اہم ترین مسلم ممالک سعودی عربیہ اور ایران کے درمیان چین کی ثالثی نے دنیا کو متحیر کردیا ہے۔ اب ان دو اہم ترین مسلم ممالک کے درمیان سیاسی، سفارتی، معاشرتی تعلقات قائم ہوں گے۔ جبکہ ان دونوں ممالک کے ثقافتی اور مسلکی اختلافات اتنے دیرینہ اور اتنے گہرے تھے کہ دس مارچ 2023ء کو بیجنگ میں اس معاہدے کا اعلان کسی معجزہ سے کم نہیں تھا، واضح ہو کہ دونوں ممالک کے قومی سلامتی کے مشیروں نے اس معاہدے پر دستخط کئے اور یہ اعلان کیا کہ دو ماہ کے اندر اپنے اپنے سفارت خانے دوبارہ کھول دیں گے انھوں نے ایک دوسرے کی خودمختاری کا احترام کرنے اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی سے گریز کا بھی عہد کیا یہ معاہدہ بلاشبہ چین کی بہت بڑی سفارتی کامیابی ہے۔ کویت متحدہ عرب امارات قطر عمان عراق ترکی اور مصر جیسے تمام مسلم ممالک نے اس معاہدے کا خیر مقدم کیا ہے۔ سعودی فرمانرواں شاہ سلمان نے ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کو اپنے ملک کے دورے کی دعوت ہے۔ سعودی عرب کا ایران میں بڑے پیانے پر سرمایہ کاری کا منصوبہ ہے جس سے ایران کی معاشی بدحالی دور ہوگی۔ ایران کے تعاون سے یمن میں جاری جنگ کے ختم ہونے کا امکان بھی روشن ہوگیا ہے۔ واضح ہو کہ سعودی عرب سے ایران کے مسلکی اختلافات بہت ہی پرانے تھے جب 1962ء میں سعودی فرمانرواشاہ فیصلؒ رابطہ عالم اسلامی کی بنیاد ڈالی تھی جو مسلمانوں کی پہلی حقیقی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ انھوں نے اتحاد اسلامی ممالک کا دورہ شروع کیا تھا۔ اور سب سے پہلے ایران گئے تھے تا کہ تمام مسلکی اختلاف ختم کرکے اسلامی اتحاد میں شامل کیا جائے پھر گردش ایام 2016ء میں سعودی عرب میں ایک معروف شیعہ عالم کی سزائے موت اور اس کے شدید ردّعمل میں تہران میں سعودی سفارت خانے پر ہوئے حملے کے حالات اتنے بگڑ گئے کہ دونوں نے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے، لیکن چین نے انہیں باور کرایا کہ مسلسل محاذ آرائی سے دونوں نقصان اٹھا رہے ہیں اور باہمی رشتوں کو بہتر بنانے میں ہی دونوں کا مفاد وابستہ ہے۔ جن پنگ کی پُرخلوص کوششوں کی وجہ سے بیجنگ میں محض چار دنوں کے مذاکرات ہی برسوں سے جاری تعطل ختم ہوگیا۔ اور اہم چینی سفارت کاروں کی نگرانی میں سعودی اور ایرانی نمائندوں نے معاہدے پر دستخط کئے۔ اس معاہدے کی راہ ہموار کرنے کی خاطر جن پنگ نے دسمبر میں سعودی عرب کا دورہ کیا تھا۔ اور پچھلے ماہ انھوں نے ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کی میزبانی بھی کی تھی ان کوششوں کا مثبت نتیجہ برآمد ہوا۔ مصالحت کے کچھ عرصے بعد وہی اختلافات سامنے آئے خیر کہ بیجنگ کی ان مصالحتی کوشش بارآور ثابت ہوئیں، بہرکیف 10 مارچ 2023 کو بیجنگ میں ایک دھماکہ ہوا جس کی بازگشت ہزاروں کیلومیٹر دور واشنگٹن میں سنائی دی۔ پچھلے ساٹھ برسوں سے مشرق وسطیٰ کی جغرافیائی سیاست پر امریکہ کا تسلط رہا ہے بیجنگ معاہدہ مشرق وسطیٰ میں امریکی بالادستی پر ایک ضرب کاری ہے یہ معاہدہ مشرق وسطیٰ میں چین کے تیزی سے بڑھتے ہوئے سیاسی، سفارتی اقتصادی اور تزویراتی اثر ورسوخ کے اعلان سے اور عالمی امور میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے غلبے کو چیلنج کر رہے ہیں اور اپنے اس عالمی مشن کے آغاز کے لئے انھوں نے مشرق وسطیٰ کا انتخاب کیا ہے۔ واضح ہو کہ ایران تو امریکن دشمنی جھیل رہا ہے۔ اس لئے وہ قبل سے ہی روس اور چین کے حلقہ اثر میں آچکا تھا۔ لیکن سعودی عرب کا چین کی سرپرستی میں ایران سے سفارتی تعلقات کی بحالی پر رضامند ہو جانا، یقیناً امریکہ کے لئے تازیانہ ہے، کیونکہ امریکہ اسرائیل کے بعض خطے میں سعودی عرب امریکہ کا سب سے اتحادی اور دوست رہا ہے 2015 میں اوبامہ انتظامیہ کے ذریعہ ایران کے ساتھ کئے گئے معاہدے کے بعد سے دونوں کے رشتے کافی خراب ہوگئے تھے سیریا اور یمن میں سعودی عرب کو واشنگٹن سے وہ حمایت ومدد نہیں ملی جس کی اسے توقع تھی۔ 2019 میں تیل کے تنصیبات پر ہوئے حملوں کے بعد بھی جب امریکی افواج اس کی مدافعت کرنے نہیں آئی تو سعودی حکمرانوں کا اعتماد واشنگٹن سے ٹوٹ گیا۔ اور انہیں یہ بات سمجھ میں آگئی کہ امریکی ترجیحات اب بدل گئی ہے۔ بیجنگ کے ایران کے ساتھ پہلے سے ہی کافی گہرے سیاسی، تجارتی اور دفاعی رشتے رہے ہیں اب سعودی عرب اور چین کے تجارتی، اقتصادی رشتے بھی کافی تیزی سے مستحکم ہونے لگے ان اسباب کی بناء پر چین عالمی سیاسی منظرنامے پر نہایت اہم ملک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ایک طرف سیاسی اور سفارتی سطح پر چین کے چند حالیہ اقدامات نے بڑی طاقتوں کے ساتھ ساتھ خود اسلامی دنیا کو بھی حیرت میں ڈال دیا ہے، بین السطور میں یہ درج کرتا چلوں کہ عالمی سطح پر چین جس طرح سیاسی، سفارتی اور اقتصادی طور پر نظریاتی پھیلاؤ کی کوشش کر رہا ہے ان میں کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت بھی سرفہرست ہے اس لحاظ سے اگر ہم چین کے اندرونی حالات کا جائزہ لیں تو عیاں ہوتا ہے کہ 2019ء میں چین نے ایک نیا قانون منظور کیا جس کے تحت پانچ برسوں میں چین میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کے لئے چینی ثقافت کے رنگ میں ڈھالنے کے طریقہ کار کو دوبارہ سے تحریری شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس وقت چینی دارالحکومت کے حکام نے حلال خوراک والے ریسٹورانوں اور کھانے پینے کے اسٹالوں کے مالکان کو حکم دیا تھا کہ وہ عربی رسم الخط اور اسلام سے وابستہ علامات ہٹادیں اس کا مقصد چین کی مسلم آبادی کو چینی بنانے کی ارادہ تھا۔

چین میں عربی رسم الخط اور اسلامی کلچر کے خلاف مہم دراصل اسی بارے میں جاری مہم کے ایک نئے مرحلے کی نشاندہی تھی۔ یہ مہم 2016ء میں زور پکڑ رہی تھی اور اس کا مقصد مختلف مذاہب کو چینی ثقافت کے مرکزی دھارے کے ساتھ مطابقت میں لانا تھا۔ اس مہم میں چینی طرز کے پگواڈ کے مقابلے میں ملک بھر کی مساجد کے مشرق وسطیٰ کی طرز والے گنبدوں کو ہٹانا بھی شامل تھا چین 20 ویں ملین مسلمانوں کا بھی وطن ہے۔ یہاں سرکاری طور پر مذہبی آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے۔ تاہم حکومت نے ان مسلمانوں کو کمیونسٹ پارٹی کے اس نظریے سے ہم آہنگ بنانے کی مہم چلا رکھی ہے۔ جس کی بنیاد ہی لادینیت پر ہے، چین میں ایغور مسلمانوں کے ساتھ کیے جانے والے غیر انسانی سلوک کی عالمی سطح پر نہ صرف مذمت کی جاتی رہی ہے۔ بلکہ انسانی حقوق کی تنظیموں نے اسے ایغور مسلمانوں کی نسل کشی تک قرار دیا۔ اس کے باوجود 2019 میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور مصر ان 37 ممالک میں شامل تھے جنہوں نے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کونسل کے ایک خط پر دستخط کئے تھے جس میں چین کی طرف سے بین الاقوامی انسانی حقوق کے شعبے میں تعاون کی تعریف کی گئی تھی وہ بھی اس دعوے کے ساتھ کہ چین کے یہ اقدامات علاقائی حفاظت اور سلامتی کے لئے نہایت ضروری ہیں اس لئے کہ چینی صوبے سنکیانگ میں دہشت گردی، علیحدگی پسندی اور انتہا پسندی کا مقابلہ ضروری تھا، دریں اثنا کہ ریڈیو فری ایشیا (FFA) کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق، رمضان کے مقدس مہینے میں ایغور مسلمانوں کو روزہ رکھنے سے روکنے کے لئے، چینی پولیس جاسوسوں کا استعمال کر رہی ہے۔ مشرقی سنکیانگ ایغور خود مختار علاقے میں ترپن کے قریب واقع علاقے سے تعلق رکھنے والے ایک پولیس افسر یا چینی زبان میں تکوفان کے ایک پولیس افسر کے مطابق، جاسوس جنہیں اکثر چینی حکام ''کان'' کہتے ہیں، باقاعدہ شہریوں، پولیس افسران اور اراکین پر مشتمل ہیں۔ ان کا کام ایغور مسلمانوں کے گھروں اور مساجد کی جاسوسی کرنا ہے 2017 میں چین سنکیانگ میں ایغوروں کو رمضان کے دوران روزہ رکھنے سے منع کرنا شروع کیا تھا، جب حکام نے ایغور ثقافت، زبان اور مذہب کو پسپا کرنے کی وسیع تر کوششوں کے ایک حصے کے طور پر انہیں ''ری ایجوکیشن'' کیمپوں میں بھیجنا شروع کر دیا تھا۔ تاہم 2021 اور 2022 میں، پابندی میں جزوی طور پر نرمی کی گئی تھی، جس سے 65 سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو روزہ رکھنے کی اجازت دی گئی تھی، اور پولیس نے گھروں کی تلاشی اور سڑکوں پر گشت کی سرگرمیوں کی تعداد کو کم کر دیا تھا۔ لیکن آر۔ ایف۔ اے کی رپورٹ کے مطابق، ترپن سٹی پولیس اسٹیشن کے ایک پولیٹیکل اہلکار نے کہا کہ حکومت نے اس سال ہر کسی کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا ہے، چاہے وہ کسی بھی عمر، جنس یا پیشے سے تعلق رکھتا ہو۔ ''رمضان میں کسی کو روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حالات یہ بتا رہے ہیں کہ جب عرب رہنماؤں نے چینی مسلمانوں پر ہونے والے جبر وظلم کے معاملے میں چینی حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ اس وقت سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے 2019 میں چین کا دورہ کیا، تو انھوں نے اعلان کیا تھا ''چین کو اپنی قومی سلامتی کے تحفظ کے لئے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف اقدامات کا حق حاصل ہے'' اس کے علاوہ مارچ 2019 میں سعودی عرب ہی سے اسلامی ممالک کے بلاک تنظیم برائے اسلامی تعاون (OIC) کے ایک بیان میں مسلمان شہریوں کی دیکھ بھال کرنے پر چین کی تعریف بھی کی گئی تھی، چین کے ایغور مسلمانوں کے ساتھ حکومت کے بہیمانہ رویہ کے حوالے سے عرب رہنماؤں کے واضح اظہار رواداری کی وجہ محض اقتصادی اور سیاسی مفادات ہیں۔ طرّہ یہ کہ ایران، قطر اور ترکی جیسے ممالک نے بھی بیجنگ کے چینی مسلم اقلیتی آبادی پر جبر وظلم سے متعلق بالواسطہ انداز اپنایا۔

اقتصادی طور پر چین پر بہت زیادہ انحصار کرنے والا ایران بھی بیجنگ کی پالیسیوں کے خلاف بولنے سے گریزاں ہے۔ ایران اور چین سرمایہ کاری اور تیل سے متعلق ایک 25 سالہ معاہدے پر دستخط بھی کر چکے ہیں۔ ان حالات میں یہ بات سمجھنا قدرے آسان ہو جاتا ہے کہ دنیا کے جتنے بھی ممالک ہیں خواہ وہ امریکن بلاک ہوں۔ یا کمیونسٹ بلاک، سبھوں کو صرف اقتدار پرستی کی ہوس ہے۔ رہ گئے بیچارے مسلمان ان پر جبر وظلم روا رکھنا ان کا اندرونی مسئلہ ہے۔ بیرون ممالک بالخصوص اسلامی ممالک بھی ان کے خلاف آوازیں اُٹھا سکتی تھیں لیکن اسے وہ اندرونی مسئلہ سمجھ کر انظر انداز کرتی ہیں اور چین کے بیس ملین آباد مسلمانوں کو اس کے رحم وکرم پر چھوڑتی ہیں۔ شاید دنیا میں ان مظلوم مسلمانوں کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے اللہ کی مدد اور اس کی نصرت ان کی قوتِ ایمان ہی انھیں اپنے ملک میں زندہ رہنے کا حوصلہ بخشے گی۔ اور ان کی نسلیں ابدالآباد رہے گی۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب)
WEEK ENDING- 19/06/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner